REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم — وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

REGD. NO. P/GDP3.

جلد ۲۸ — شمارہ ۲۲

ولقد نصرکم اللہ ببدرٍ و انتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

نائبین:- جاوید اقبال اختر، محمد انعام غوری۔

شرح چندہ

سالانہ ۱۵ روپیہ
ششماہی ۸ روپے
ممالک غیر ۳۰ روپے
فی پرچہ ۳۰ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN PIN 143516

۴ رجب ۱۳۹۹ھ — ۳۱ ہجرت ۱۳۵۸ ہش — ۳۱ مئی ۱۹۷۹ء

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۲۸ ہجرت (مئی)۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق الفضل کے ذریعہ موصول شدہ مورخہ ۲۲ مئی ۱۹۷۹ء کی تازہ اطلاع مظہر ہے کہ:-

"حضور چند یوم کے لئے ربوہ سے باہر تشریف لے گئے ہیں اور طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔ الحمد للہ"

احباب اپنے محبوب امام ہمام کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کے لئے دردِ دل سے دعائیں فرماتے رہیں۔

قادیان ۲۸ ہجرت (مئی)۔ محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کے بارہ میں بذریعہ ٹیلیگرام یہ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ آپ مع حضرت بیگم صاحبہ سلمہا اللہ تعالیٰ مورخہ ۲۳ مئی ۷۹ء کو بخیریت بنگلور پہنچ گئے ہیں۔ احباب جماعت دعا فرماتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ سب کا ہر لحظہ حافظ و ناصر رہے۔ آمین

لوکل انجمن احمدیہ کے زیر اہتمام

قادیان میں جلسہ یوم خلافت کا بابرکت انعقاد

علمائے سلسلہ کی معلوماتی تقاریر

رپورٹ مرتبہ:- مکرم مولوی منیر احمد صاحب خادم مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

قادیان ۲۷ ہجرت (مئی) آج صبح آٹھ بجے مقامی طور پر لوکل انجمن احمدیہ کے زیر اہتمام یوم خلافت کے سلسلہ میں مسجد اقصیٰ میں ایک جلسہ منعقد کیا گیا۔ جس کی صدارت محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی ناظر دعوۃ و تبلیغ نے فرمائی۔ جملہ ادارہ جات میں آج تعطیل کر دی گئی تھی احباب و مستورات اور بچے کثیر تعداد میں وقتِ مقررہ پر تشریف لائے۔ تلاوتِ قرآن مجید کے ساتھ کارروائی کا آغاز ہوا جو مکرم مولوی عبد الکریم صاحب ننکانہ نے کی۔ بعدہٗ مکرم مولوی جاوید اقبال اختر صاحب نے نظم پڑھی بعد ازاں صدرِ محترم نے

افتتاحی تقریر

فرمائی۔ آپ نے فرمایا، آج ۲۷ مئی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو فوت ہوئے اور ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کو آپ کا جنازہ قادیان میں لایا گیا۔ بہشتی مقبرہ میں حضور علیہ السلام کی تدفین سے قبل اکابرین، بزرگان اور ممبرانِ صدر انجمن احمدیہ و اہل بیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اس بات پر اجماع ہوا کہ حضور علیہ السلام کے بعد حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ حضورؑ کے خلیفہ ہوں گے۔ گویا جماعت کا سب سے پہلا اجماع قیامِ خلافت پر ہوا۔ حضرت مولانا نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی وفات کے بعد حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ خلیفہ ثانی بنے۔ آپؓ نے نصف صدی سے زائد عرصہ تک جماعت کی باگ ڈور نہایت احسن رنگ میں سنبھالی۔ اور اب ۱۹۶۵ء سے ہمارے موجودہ امام حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ خلیفہ ثالث کے عہدہ پر فائز ہیں۔ اور اللہ کے فضل سے جماعت، خلافت کے نتیجہ میں دن دونی رات چوگنی ترقی کر رہی ہے۔ اور اس بات کا اعتراف ہمارے اعداء کو بھی ہے۔

صاحب صدر کی افتتاحی تقریر کے بعد محترم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان نے

قرآن مجید اور احادیث کی روشنی میں خلیفہ کا مقام

کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ آپ نے اپنی تقریر کی ابتداء میں بتایا کہ قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ خلافت کی کئی قسمیں ہیں۔ ایک وہ خلافت تھی جو حضرت آدم علیہ السلام کو عطا ہوئی۔ پھر حضرت داؤد علیہ السلام بھی خلیفۃ اللہ تھے۔ لیکن اُن کو ساتھ ہی بادشاہت بھی حاصل تھی۔ اسی طرح قرآن مجید سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ایک نسل دوسری نسل کی جانشین ہے جیسا کہ فرمایا وجعلناکم خلٰئف فی الارض۔ لیکن ان کے علاوہ ایک اور خلافت ہے جس کو ہم خلافت علیٰ منہاج نبوت کہتے ہیں جس کا وعدہ آنحضرت صلعم کو قرآن مجید کی سورۃ نور کی آیت استخلاف میں دیا گیا ہے۔ اور یہ وعدہ حتمی اور تاکیدی ہے۔ لیکن اس خلافت کو ایمان اور اعمالِ صالحہ سے بھی مشروط کر دیا گیا ہے۔ اور تاریخ سے ثابت ہے کہ جب تک مسلمان ان شرائط کی پابندی کرتے رہے، اللہ تعالیٰ نے خلافت کی نعمت سے ان کو سرفراز کئے رکھا اور جب وہ سیدھے راستہ سے بھٹک گئے تو یہ نعمت اُن سے چھین لی۔

خلیفہ کے مقام کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ قرآن مجید اور احادیثِ نبویہ سے ثابت ہے کہ خلیفہ خود اللہ تعالیٰ بناتا ہے اس تعلق میں آپ نے قرآن مجید۔ احادیث اور تاریخ اسلام سے واضح رنگ میں مثالیں پیش کیں اور بتایا کہ چونکہ خلیفہ خدا تعالیٰ بناتا ہے اس لئے کوئی انسانی طاقت اس کو معزول نہیں کر سکتی۔ خلیفہ عمر بھر کے لئے ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں آپ نے حضرت عثمانؓ اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کا موقف اور ارشادات بھی پیش کئے۔ اور اپنی تقریر کے آخر میں بتایا کہ خلیفہ کے مقام کی عظمت اس امر سے بھی واضح ہے کہ آیتِ استخلاف کے بعد کی ایک آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس امر کا اظہار فرمایا ہے کہ منکرین خلافت یا مخالفین جماعت خواہ کس قدر بھی منصوبے اور سازشیں کریں وہ کسی صورت میں بھی کامیاب نہیں ہو سکیں گے بلکہ اُن کا انجام بُرا ہوگا۔ جیسا کہ فرمایا:- لاتحسبنّ الذین کفروا معجزین فی الارض۔ وماوٰھم النار ولبئس المصیر۔ (نور ع ۷)

دوسری تقریر محترم مولوی حکیم محمد دین صاحب مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان نے

برکاتِ خلافت

کے موضوع پر فرمائی۔ آپ نے فرمایا برکات کا حقیقی سرچشمہ تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور پھر اُس نے قرآن مجید میں برکات کے حصول کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و متابعت ضروری قرار دی ہے۔ آپ کی وفات کے بعد یہ برکات آپؐ کے کامل اور حقیقی متبعین میں منتقل کر دی گئیں۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی متبع خلیفہ کا وجود ہی رہا ہے۔ ایک زمانہ تک اسلام کی نشأۃِ اُولیٰ میں خلافتِ راشدہ اسلامیہ کے ذریعہ مسلمان برکاتِ خلافت سے وافر حصہ پاتے رہے۔ اور پھر قرآن مجید کی پیشگوئی کے مطابق کہ وآخرین منہم لما یلحقوا بہم، جماعت احمدیہ میں خلافت علیٰ منہاجِ نبوت قائم ہوئی۔

برکاتِ خلافت کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ خلافت کی پہلی اور بنیادی برکت یہ ہے کہ اس کے نتیجہ میں مسلمانوں کو وحدتِ قومی حاصل ہوتی ہے۔ چنانچہ جب مسلمانوں نے اس نعمت کو ٹھکرا دیا تو اُن میں انتشار آگیا۔ تقریر جاری رکھتے ہوئے آپ نے بتایا کہ خلیفہ کے بغیر تبلیغی فتوحات حاصل نہیں ہو سکتیں۔ اور پھر خلیفہ کے ذریعہ دُنیا میں عالمگیر رُوحانی و جسمانی حکومت قائم ہو سکتی ہے۔

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

ملک صلاح الدین ایم اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۳۱ ہجرت ۱۳۵۸ ہش

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا
بصیرت افروز اور روح پرور پیغام!

۱۰ اپریل ۱۹۷۹ء کے پہلے ہفتے میں کشمیر اور بھارت کے بعض دیگر ... کے احباب جماعت کو مخالفین احمدیت کے ہاتھوں جو شدید مالی و جانی نقصان پہنچا، اس کی اطلاع پاکر حضرت امام ہمام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نہایت درجہ بے قرار ہوگئے۔ اس موقعہ پر جہاں صدر انجمن احمدیہ قادیان نے اپنے مصیبت زدہ بھائیوں کی فوری امداد کے لئے مرکز سے یکے بعد دیگرے دو وفد روانہ کئے، وہاں حضور نے ان بھائیوں کی تسلی کے لئے نہایت درجہ روح پرور اور بصیرت افروز پیغام بھی ارسال فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ حضور کی نیابت میں مرکز کا ایک نمائندہ ہر جماعت میں خود پہنچ کر سب احباب کو یہ پیغام سنائے۔ چنانچہ حضور کے اس ارشاد کی فوری تعمیل ہوئی۔ پیغام کی افادی نوعیت کے پیش نظر بدر کی گزشتہ اشاعت میں ضمیمہ کی صورت میں اس کا مکمل متن جملہ دیگر احباب کے افادہ استفادہ کے لئے شائع کر دیا گیا۔ یہ پیغام اس قابل ہے کہ دوست اسے بار بار پڑھیں۔ اس کے مندرجات کو دل میں جگہ دیں۔ اور آئندہ کے لئے ہر فرد جماعت ان سب روحانی نکات اور زرّیں ہدایات کو اپنے لئے مشعل راہ بنائے۔

آئیے! آج کی صحبت میں اس روح پرور پیغام کی بصیرت افروز باتوں کا تذکرہ کریں۔ اور خدا تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ ہمیں اس کے ایک ایک جزو پر کما حقہٗ عمل پیرا ہونے کی توفیق دے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے پیغام میں بصیرت افروز باتوں میں سے ہمارے نزدیک پہلے نمبر پر اسلام واحمدیت کے روشن مستقبل کے بارہ میں جماعت کا محکم یقین اور غیر متزلزل ایمان ہے۔ جس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا ہے:

"آج جو ہمارا دشمن ہے وہ یہ حقیقت یاد رکھے کہ کل وہ ہمارا دوست ہوگا۔ وہ اپنے کئے پر پچھتا رہا ہوگا۔ وہ ہم سے ہاتھ ملانے میں فخر محسوس کر رہا ہوگا کہ یہ وہ قوم ہے جس کو پہچانا نہیں گیا۔ یہ وہ جماعت ہے جس کو دھتکارا گیا اور کمزور سمجھا گیا۔ اور دکھ دینے کی کوششیں کی گئیں۔ اور ایذاء پہنچائی گئی۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل نے یہ ثابت کر دیا کہ یہی جماعت صداقت پر قائم ایک جماعت ہے۔"

چونکہ جماعتِ احمدیہ عصر حاضر میں خدائی وعدوں کے مطابق اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے قائم ہوئی ہے۔ اس لئے دوسرے نمبر پر سیدنا حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغام میں صدرِ اسلام کے مسلمانوں کی قابل تقلید قربانیوں کی مثال دیتے ہوئے احمدی احباب کی امتیازی شان اور ان کا اصل مقام واضح کیا ہے۔ اس سلسلہ میں پہلے نمبر پر حضور انور نے مخالفین کی طرف سے ایذاء رسانیوں کے حالات کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا:-

"دوست دریافت کرتے ہیں کہ ان حالات میں ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔ میرا جواب یہ ہے کہ قرآن کریم کے اس حکم پر عمل کرو کہ اِسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ۔ استقامت، صبر، دعاؤں اور نمازوں کے ساتھ اپنے ربّ سے مدد مانگو۔ پس صبر کرو اور دعائیں کرو۔ صبر کرو اور دعائیں کرو۔ صبر کرو اور دعائیں کرو۔ اور اپنی سجدہ گاہ کو آنسوؤں سے تر رکھو۔ ہر لمحہ دعاؤں میں صرف کرو۔ یہی تمہاری امتیازی شان ہے۔ اور اسی سے تمہاری دین اور دنیا کی نجات وابستہ ہے۔ گریہ و زاری کے ساتھ خدا کو تم نے کب پکارا اور وہ تمہاری مدد کو نہ آیا؟"

(۲) اس سلسلہ میں دوسرے نمبر پر حضور نے پُرلطف طریق عمل کی طرف توجہ دلائی ہے کہ احمدی احباب کو ایسے حالات میں کس طرح سے ایذاء پہنچانے والوں کا مقابلہ کرنا چاہیئے۔ حضور فرماتے ہیں:-

"تمہیں حکم یہ ہے کہ صبر اور دعا کے ساتھ ان آفات کا ان تکالیف کا، دشمن کے ان منصوبوں کا مقابلہ کرو۔ گالی کا جواب گالی سے دے کر نہیں، پتھر کے مقابل پتھر پھینک کر نہیں۔ بلکہ پتھر کھاؤ اور صبر کرو اور دعا کرو۔ اپنے لئے بھی اور ان کے لئے بھی جو پتھراؤ کرتے ہیں۔ یہ مقام ہے ایک احمدی کا اس مقام کو نہ چھوڑیں۔ اور یہ نہ بھولیں کہ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ کا وعدہ اسی صورت میں پورا ہو سکتا ہے جب اطاعتِ خدا اور اطاعتِ رسولؐ کے مقام سے آپ کا قدم اِدھر اُدھر نہ ہو جائے۔"

زیر نظر روح پرور پیغام میں تیسرے نمبر پہ جو بصیرت افروز نکتہ حضور انور نے جماعت کے سامنے رکھا ہے وہ خدا تعالیٰ کی اس ابدی سُنّت سے متعلق ہے جو ہر زمانہ کے مخالفین صداقت کے بارہ میں جاری ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغام میں احباب جماعت کو اس عارفانہ نکتہ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے، تکلیف اٹھانے کے باوجود دل میں غصّہ تک نہ لانے کی نصیحت فرمائی ہے۔ حضور فرماتے ہیں:-

"غصّہ تم اُن لوگوں پر کرتے ہو جن کی اولادیں تمہارے کندھے سے کندھا ملا کر اسلام کی راہ میں قربانیاں دینے والی ہیں؟ کیسی نا معقول بات ہے۔ کس نے تم سے کہا؟ قرآنِ کریم کی کونسی آیت بتاتی ہے کہ مخالف کو اس کی زندگی میں ابدی لعنت کا طوق پہنا دیا جاتا ہے؟ قرآن تو کہتا ہے کہ جو اسلام کا مخالف ہے اور جو صداقت کے مقابلہ میں کھڑا ہوتا ہے اس کو ہم ڈھیل پر ڈھیل دیتے جاتے ہیں۔ کبھی پکڑتے ہیں اور کبھی چھوڑتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے منصوبہ کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ کسی طرح وہ سمجھیں اور اللہ تعالیٰ کے پیار کو حاصل کرلیں۔ آپ کی بھی یہی کوشش ہونی چاہیئے۔ اگر آپ اللہ کے بندے ہیں۔"

چوتھے نمبر پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے احمدیوں کے آئندہ کردار اور مستقل طریق عمل کی وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:-

"پس دشمنوں کے لئے بھی دعائیں کرو اور اپنے لئے بھی دعائیں کرو۔ اور صبر کا نمونہ دکھاؤ۔ اور خدمت اور خیر خواہی کی ایسی مثال قائم کرو کہ جو آج غیر ہیں وہ غیر نہ رہیں۔ اور ہم سب مل کر اسلام کی کچھ اس طرح خدمت کریں کہ جلد تر ساری دنیا پہ اللہ تعالیٰ کے اس منصوبہ کے باعث اسلام غالب آئے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا ہر ملک میں بلند ہو۔"

(۲) —"محبّت اور پیار کے ساتھ ان لوگوں کے دلوں کو جیتو جو اپنی ناسمجھی کی وجہ سے یہ سمجھتے ہیں کہ وہ آپ کے دشمن ہیں۔ تم نے یہ ثابت کرنا ہے کہ تم ان کے دشمن نہیں ہو۔ بلکہ تم ہی اُن کے خیر خواہ ہو۔ تم ہی اُن سے حقیقی پیار کرنے والے ہو۔ تم ہی ان کے دکھوں کو دور کرنے کے لئے پیدا کئے گئے

(آگے دیکھئے صلا پر)

خطبہ جمعہ

قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا (التحریم ۷)

اپنے نفس کو بھی اور اپنے اہل کو بھی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی آگ سے بچانے کی کوشش کرتے رہو!

اہل میں رشتہ دار رشتہ سارے ہی بنی نوع انسان شامل ہیں!

دُعاؤں کے ساتھ یہ توفیق حاصل کرو کہ تربیت کی انفرادی اور اجتماعی ذمہ داریوں کو تم کماحقہٗ ادا کر سکو!!

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱۱ تبلیغ ۱۳۵۶ ہش بمطابق ۱۱ فروری ۱۹۷۷ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

آٹھ دس دن کی بیماری کے بعد میں آج گھر سے نکلا ہوں۔ بیماری کا فلسفہ تو اسلام نے بتایا ہے کہ "اِذَا مَرِضْتُ" (الشعراء : ۸۱) یعنی انسان خود اپنی غفلت اور بے پرواہی یا بعض دفعہ جان بوجھ کر بے احتیاطی کرنے کی وجہ سے بیمار ہو جاتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ شفاء کے سامان پیدا کر دیتا ہے فَهُوَ يَشْفِيْنِ۔ انسان کے ساتھ جو داعی الی الشر لگا ہوا ہے اس کا ایک چھوٹا سا مظاہرہ یہ ہے کہ انسان بیمار ہو جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کریم اور احادیث سے استدلال کر کے ہمیں یہ بتایا ہے کہ ہر انسان کے ساتھ داعی الی الشر بھی لگا ہوا ہے اور

داعی الی الخیر

بھی لگا ہوا ہے یعنی بعض ایسی طاقتیں ہیں جو انسان کو شر کی طرف بلاتی ہیں جو انسان کو شیطان کی طرف کھینچ کر لے جانا چاہتی ہیں اور بعض ایسی قوتیں ہیں کہ جو انسان کو خیر اور بھلائی اور اللہ تعالیٰ کے قرب کی طرف لے جانا چاہتی ہیں۔ میں نے بتایا ہے کہ بیماری بھی ایک چھوٹا سا شر ہے جسے داعی الی الشر پیدا کرتا ہے اور بہت سی نیکیاں ہیں جن سے آدمی محروم ہو جاتا ہے۔ مثلاً نماز با جماعت ہی ہے۔ اگر انسان بیمار پڑا ہو تو مسجد میں آنا اس کے لئے فرض نہیں۔ شر کے معنی ہمیں قرآن کریم سے یہ معلوم ہوتے ہیں کہ شیطان کی پیروی کرنا شر ہے اور رُوح القدس، جو ہر انسان کی راہنمائی کے لئے انسان کے ساتھ ہے جیسا کہ شروع میں میں نے کہا کہ داعی الی الخیر کی قوت بھی انسان کو عطا ہوئی ہے۔ تو

رُوح القدس کی ہدایت

اور راہنمائی میں اللہ تعالیٰ کے قرب کی راہوں کو تلاش کرنا خیر ہے۔ شر جہنم کی طرف لے جاتی ہے اور خیر اللہ تعالیٰ کی رضا کی جنتوں کی طرف لے جاتی ہے اور ہمیں یہ حکم ملا ہے کہ قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا (التحریم آیت ۷)

اس میں دو حکم ہیں ایک قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اور دوسرا قُوْٓا اَهْلِيْكُمْ۔ اوّل اپنے نفس کو بچاؤ نار سے اور ان چیزوں سے جو دوزخ کی طرف اور اللہ تعالیٰ کے قہر کی جہنم کی طرف لے جانے والی ہیں۔ پہلے نفس کو جہنم سے بچانے کا حکم ہے اور اسلام میں جو سب سے زیادہ ترجیح دی گئی ہے وہ اپنے نفس کو نار جہنم سے اور خدا تعالیٰ کی ناراضگی سے بچانے کی کوشش کو ہی دی گئی ہے۔ قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اپنے نفسوں کو بچاؤ۔ دوسری جگہ فرمایا لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ (المائدہ آیت ۱۰۶) کہ اگر تم اپنے نفسوں کو شیطان کے حملوں سے بچا کر اللہ تعالیٰ کے قرب کی راہوں کو اختیار کر کے اس کی رضا کو حاصل کر لو گے تو جو ایسا نہیں کرتے تم پر کیا فرق پڑتا ہے اُخروی زندگی میں یا اس زندگی میں، جہاں تک جنت کے حصول کا اور اللہ تعالیٰ کے پیار کے حصول کا تعلق ہے لیکن اسلام جہاں اس بات پر بہت زور دیتا ہے کہ ہر انسان سب سے پہلے اپنے نفس کا ذمہ دار ہے اور اسے یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ اپنے نفس کو خدا تعالیٰ کی ناراضگی سے محفوظ رکھنے کے لئے ہر قسم کی انتہائی کوشش کرے وہاں اسلام نے ایک

اجتماعی زندگی کا نقشہ

[illegible] کھینچا ہے اور وہ دوسرے حکم کے اندر آتا ہے کہ قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ یعنی اپنے اہل کو بھی نار سے بچانے کی کوشش کرو اور جہنم سے بچانے کی کوشش کرو۔ اہل میں رشتہ دار رشتہ سارے ہی بنی نوع انسان شامل ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تمہارا باپ ایک ہے یعنی آدم۔ تم سب آدم کی نسل سے ہو۔ پس اہل کے جو وسیع معنی ہیں اس میں اجتماعی زندگی کا پورا نقشہ آجاتا ہے۔ ہمیں یہ حکم ہے کہ اپنی اجتماعی زندگی کو بھی نار سے بچاؤ۔ شیطان کی طرف لے جانے والی کچھ چیزیں ایسی ہیں جن کا سب سے پہلے تعلق انسان کے نفس سے ہوتا ہے۔ مثلاً ہوائے نفس ہے۔ حرص ہے۔ تکبر ہے۔ ریاء ہے۔ دنیا داری ہے۔ ہوس مال و دولت و اقتدار ہے۔ قرآن کریم کی شریعت نے ان تمام چیزوں پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ جو نفس واحدہ کو یعنی انسانیت کے اپنے نفس کو گمراہ کرنے کے لئے ہمیں اپنی زندگی میں نظر آتی ہیں۔ اور جن سے شیطان کام لے کر انسان کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور

اجتماعی زندگی افراد کا مجموعہ ہے

اور پھر مجموعہ خود ایک وحدت بنتی ہے۔ اجتماعی زندگی اس وحدت کا نام ہے۔ اور اگرچہ یہ دوسرے نمبر پر ہے لیکن اس کی طرف توجہ کرنے کی زیادہ ضرورت ہے اس لئے کہ نفس واحدہ کو، خود انسان کے نفس کو جو حکم دیا گیا ہے۔ اس کا تعلق بھی معاشرہ سے ہے۔ اگر معاشرہ ناپاک ہو گا۔ گندہ ہو گا۔ خدا سے دور ہو گا تو انسان کے لئے خود اپنے نفس کی اصلاح کے سلسلہ میں مشکلات بڑھ جائیں گی۔ دوسرے اس کو جو احکام دئیے گئے ہیں ان میں سے ایک حکم یہ بھی ہے کہ نوع انسانی کو خدا تعالیٰ کی طرف لے کر آنا۔ اور ایسا معاشرہ پیدا کرنا کہ نوع انسانی خدا تعالیٰ کے پیار کو حاصل کرنے کے بعد اس مقام پر قائم رہے۔ پس یہ اجتماعی زندگی کی بھی ذمہ داری ہے اور بالواسطہ انفرادی زندگی کی بھی ذمہ داری ہے۔

اجتماعی زندگی کو شر سے اور نار سے محفوظ رکھنے کے لئے زیادہ توجہ کی، زیادہ کوشش کی اور زیادہ بیداری کی ضرورت ہے۔ اور ضرورت ہے اس بات کی کہ اس سلسلہ میں جہاں ہم اپنے لئے دعائیں کریں وہاں اجتماعی زندگی کے لئے بھی دعاؤں کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل کو حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ ہم یہ اعتقاد اور یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کو مہدی بنا کر اس زمانہ میں اُن

تمام بشارتوں کا حامل

قرار دیا ہے جن میں یہ بتایا گیا ہے کہ مہدی کے زمانہ میں اُمت مسلمہ میں بڑی وسعت پیدا ہو گئی اور اسلام ساری دُنیا میں غالب آجائے گا اور بہت بھاری اکثریت انسانوں کی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہو جائے گی۔ یہ کام جو جماعت کے سپرد ہوا ہے۔ یہ ایک دو دن کا نہیں یہ ایک دو سال کا نہیں۔ یہ ایک دو نسلوں کا نہیں بلکہ یہ اپنے اندر بہت وسعت رکھتا ہے۔ وسعت مکانی بھی اور وسعت زمانی بھی۔ بچے پیدا ہوتے ہیں ان کی صحیح تربیت ہونی چاہیئے اور اسلام میں نئے داخل ہونے والے ہیں ان کی صحیح تربیت ہونی چاہیئے۔ ہم تو جانتے ہیں کہ جماعت احمدیہ پہ اللہ تعالیٰ نے فضل کیا ہے کہ اس کے ذریعہ سے اسلام کے دائرہ سے باہر رہنے والوں میں سے کس

کثرت سے لوگ اسلام میں داخل ہوئے ہیں۔ لاکھوں کی تعداد میں! پاکستان میں رہنے والے نوجوانوں کی توجہ اس طرف کم جاتی ہے۔ افریقہ میں لاکھوں افراد ایسے ہیں جنہوں نے عیسائیت اور بُت پرستی چھوڑ کر اسلام کی صداقت قبول کی اور اسلام کے نُور سے ان کے سینے منوّر ہوئے لیکن جب وہ اسلام کو قبول کرتے ہیں تو شروع میں اپنی استعداد اور ہمّت اور توجّہ کے مطابق کوئی جلدی جلدی تربیت حاصل کرتا ہے اور کوئی آہستہ آہستہ تربیت حاصل کرتا ہے۔ بات کرتے ہوئے جلدی تربیت حاصل کرنے والی مثال یاد آگئی۔ ابھی

چند دن ہوئے

مغربی افریقہ سے ہمارے ایک مبلغ صاحب کا میرے پاس خط آیا کہ ایک عیسائی، مسلمان ہوا اور چند ہفتوں کے بعد جماعت احمدیہ نے وہاں کوئی جلسہ کیا تھا اسمیں اس نے تقریر کی اور اسلام کا عیسائیت سے موازنہ اس رنگ میں کیا کہ عیسائیوں کے لئے حیرت کا باعث اور جماعت احمدیہ کے لئے انتہائی خوشی کا باعث بنا۔ اللہ تعالےٰ نے ایسے عقل اور فراست اور سمجھ اور علم عطا کیا تھا اور توجہ اور محنت اور اسلام کے لئے دل میں پیار اور خدا تعالےٰ کے لئے شکر کے جذبات نے اس طرف توجہ دلائی کہ خدا تعالیٰ نے اندھیرے میں سے نکال کر مجھے نور میں داخل ہونے کی توفیق دی ہے جس مذہب میں وہ پہلے تھا یعنی عیسائیت، اس کے متعلق وہ پہلے سے کچھ جانتا ہوگا۔ لیکن جس مذہب میں اور جس نور میں وہ داخل ہوا یعنی اسلام، اس کے متعلق اس نے بڑی جلدی، چند ہفتوں کے اندر ہی اتنا علم حاصل کرلیا کہ انہوں نے لکھا ہے کہ ہم سب کے لئے بڑی خوشی کا باعث بنا کہ وہ تقریر میں کس طرح عیسائیت اور اسلام کے درمیان موازنہ اور مقابلہ کر رہا ہے۔

بتا میں یہ رہا ہوں کہ ہماری اجتماعی زندگی کی کچھ سرحدیں تو اندرونی ہیں کہ ہمارے بچے پیدا ہوتے ہیں ہمیں ان کی طرف پُوری توجہ دینی چاہیئے۔ وہ بڑے ہوتے ہیں۔ جس ماحول میں گذر کر وہ پرورش پا رہے ہیں وہ بڑا گندہ ماحول ہے۔ ہماری تعداد بہت کم ہے۔

اجتماعی زندگی کا ایک اثر

فضاء میں بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ اس قسم کی فضا تو ابھی ہم قائم نہیں کر سکتے کیونکہ ہماری تعداد کم ہے اور وسائل کم ہیں۔ یہ تمام HANDICAPS (ہینڈی کیپس) ہیں۔ یہ تربیت کے راستے کی روکیں ہیں لیکن ان تمام اندرونی روکوں کے باوجود ہمارا فرض ہے اور ہماری کوشش ہونی چاہیئے اور ہم دُعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنی نسلوں کو نسلاً بعد نسلٍ سنبھالتے چلے جائیں اور پھر بیرونی سرحدیں ہیں۔ چھوٹی سی جماعت ہے جو بڑھ رہی ہے اور بڑھ رہی ہے کافی سُرعت کے ساتھ۔ خدا تعالیٰ سے دُعا کی گئی تھی کہ ایک سے ہزار ہوویں اور اب تو ایک سے ہزار ہوویں والے نہیں، ایک سے لکھو کھا ہوگئے بلکہ ایک کروڑ سے زیادہ ہوگئے۔ وہ اکیلا تھا اور ایک صدی ابھی نہیں گذری کہ کروڑ سے زیادہ ساری دنیا میں تعداد ہو چکی ہے اور جماعت پھیلی ہوئی ہے۔ اگر ایک جگہ اتنی بڑی آبادی ہوتی تو ان کے لئے اپنا

صحیح اسلامی معاشرہ

قائم کرنا زیادہ آسان ہوجاتا اور رستے کی روکیں کم ہوتیں۔ لیکن اس طرح بکھرے ہوئے ہیں کہ کہیں دو تین ہی خاندان ہیں۔ کہیں اُن میں کمزوری پیدا ہوتی ہے اور کہیں اُن میں یہ شان نظر آتی ہے کہ افریقہ کے ایک شمال مشرقی ملک کے سربراہ مملکت West Africa (مغربی افریقہ) کے ایک ملک کے دَورے پر گئے۔ وہ جس ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے تھے اس میں قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ موجود تھا۔ وہاں بڑے بڑے ہوٹلوں میں سے قریباً ہر ہوٹل میں ہر کمرے میں قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ وہاں کی جماعتوں نے رکھ دیا ہے اور اس کا بڑا فائدہ ہے۔ جس طرح کہ یہاں ہُوا۔ چنانچہ سربراہ مملکت کیساتھ جو دو چار آدمی ان کے ڈیلیگیشن کے تھے ان میں سے ایک نے قرآن کریم کا ترجمہ دیکھا اس پر ہمارے مشن کی مہر لگی ہوئی تھی اور ٹیلیفون نمبر تھا۔ انہوں نے مشن کو فون کیا کہ جماعت احمدیہ یہاں بھی قائم ہے؟ انہوں نے کہا ہاں قائم ہے اور بہت بڑی ہے۔ ان کو پتہ ہی نہیں تھا۔ کہنے لگے کہ مجھے تو پتہ ہی نہیں تھا کہ جماعت اتنی پھیل گئی ہے۔ (میں تربیت کی بات کر رہا ہوں) وہ پھر ملے۔ جماعت کیساتھ ان کی ملاقاتیں ہوئیں۔ وہ کہنے لگے کہ ہمارے والد احمدی ہوئے تھے۔ وہاں وہ اکیلا خاندان ہے، ان کے لئے کوئی جماعت نہیں۔ شاید ایک دو خاندان اور بھی ہیں لیکن ان کا آپس میں کوئی ملاپ نہیں ہے۔ اس ملک میں اکیلا

ایک شخص احمدی ہُوا

وہ کہتے ہیں کہ ہم کئی بھائی اور بہنیں ہیں۔ مجھے صحیح یاد نہیں سنہ ... یا سنہ ... میں انکے والد کی وفات ہوئی وہ صاحب کہنے لگے کہ انہوں نے ہمارے اندر احمدیت اس مضبوطی کیساتھ قائم کر دی ہے کہ دنیا میں خواہ کچھ ہو جائے ہم بھائی اور بہنیں احمدیت کو نہیں چھوڑ سکتے لیکن ہمارا مرکز سے کوئی تعلق نہیں۔ خصوصاً والد صاحب کی وفات کے بعد ہم بالکل اسطرح ہو گئے جسطرح کہ احمدیت سے کٹ جاتے ہیں یہ ہمارا حال ہے لیکن یہ کہ ہم احمدیت کو چھوڑ دیں اور اس کی صداقت جو ہمارے دلوں میں گڑ گئی ہے، اس میں کوئی شبہ پیدا ہو جائے یہ نہیں ہو سکتا۔ اب اس ایک شخص نے ایسے ماحول میں کہ اس ملک کا ہر دوسرا شخص اس کے خلاف تھا، اپنے گھر کے افراد میں، اپنے خاندان کے افراد میں اس طرح احمدیت گاڑ دی اور اسطرح ان کی تربیت کی۔ یہ نظارہ بھی ہمیں نظر آتا ہے اور یہ ممکن ہے اگر کہیں کوئی کمزوری ہے تو وہ ہماری اپنی کمزوری ہے۔

اتنی زبردست اسلامی طاقت جو اس زمانہ میں ظاہر ہوئی ہے وہ جماعت احمدیہ کے ذریعہ سے ظاہر ہوئی ہے۔ عیسائی بات نہیں کرتے، ڈرتے ہیں بات کرنے سے اور دہریہ ہیں وہ اب مجبور ہو گئے ہیں کہ ہمارے متعلق غور کریں اور سوچیں ہم میں سے جو کمزور ہیں، ان کو یہ خوف ہے کہ ہماری کمزوریاں احمدیت سے باہر سامنے آجائیں گی۔ بہرحال

ایک چھوٹی سی جماعت ہے

نہ ان کے پاس پیسہ، نہ ان کے پاس سیاسی اقتدار، نہ اُن کے پاس تعداد، نہ ان کے پاس جتھہ، نہ ان کے پاس کوئی ملک، نہ ان کے پاس کوئی فوج، نہ انکے پاس کوئی مادی ہتھیار اور نہ مادی ہتھیاروں میں ان کو کوئی دلچسپی، نہ سیاست میں ان کو دلچسپی۔ آخر وہ کونسی طاقت ہے کہ ایک دنیا ان سے ڈرتی ہے کہ پتہ نہیں یہ کیا چیز ہیں۔ وہ طاقت ہے صحیح اور حقیقی اسلام کی طاقت، جس نے آپ کو زمین سے اٹھا کر آسمانوں کی رفعتوں تک پہنچا دیا ہے اور ہمارا فرض یہ ہے کہ ہم قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا پر عمل کریں۔ اس میں دو حکم ہیں کہ اپنے نفسوں کا بھی محاسبہ کرتے رہا کرو اور اپنے معاشرہ میں بھی گند کو گھسنے نہ دینا۔ کیونکہ اس کے بغیر ہماری ذمہ داری ادا نہیں ہو سکتی۔ میں تو اس زمانہ کی بات کروں گا۔ جماعت احمدیہ کی بات کروں گا، جو میرا عقیدہ ہے اس کی بات کروں گا۔ جماعت احمدیہ کی ذمہ داری اس کے بغیر پُوری نہیں ہو سکتی۔ سینکڑوں ہزاروں کی تعداد میں ملک ملک میں احمدی ہو جاتے ہیں۔ میں نے پہلے بھی بتایا تھا کہ کمیونسٹ ملکوں میں سے تین ملک ایسے ہو گئے ہیں کہ ان کے اندر پھر جان پیدا ہو گئی ہے۔ ایک ملک تو ایسا تھا کہ جہاں احمدی ہوئے لیکن ان کا کوئی تعلق نہیں رہا اب پھر ہو گیا ہے۔ دوسرے دو ملک ایسے ہیں جن میں مسلمانوں میں سے پہلی دفعہ احمدی ہوئے ہیں جس دن وہاں جماعت قائم ہوئی اسی وقت مطالبہ آگیا کہ ہمارے بچوں کو سنبھالنے کے لئے ہماری زبانوں میں ہمیں قرآن کریم کا ترجمہ دو۔ ہمیں اسلام کی اخلاقیات پر یعنی

اخلاقی تعلیم پر کتابیں

دو، اسلام کی دوسری تعلیم کے متعلق ہماری زبانوں میں ہمیں کتابیں دو۔ اور یہ فرقان ہے جو ہمیں عطا ہوا ہے۔ یہ میرے اور آپکے زور سے نہیں ہُوا بلکہ یہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوّتِ قدسیہ کے نتیجہ میں ہے کہ جو بشارتیں اس زمانہ کے متعلق آپؐ کو دی گئی تھیں عین ان بشارتوں کے مطابق مہدی آگئے۔ اور دُنیا میں

انقلابِ عظیم کی بُنیاد

رکھ دی گئی۔ ایک ایسا انقلاب، اسلام کے حق میں اور توحیدِ خالص کے حق کو قائم کرنے کے لئے جس نے ساری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لینا ہے۔ جیسا کہ وعدہ دیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کا سچا ہے۔ ساری دنیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہوگی لیکن اس کیلئے ہمیں تو اب پہنچانے کی خاطر ہم پر کچھ ذمہ داریاں ڈالی گئی ہیں۔ ان ذمہ داریوں کو کبھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے ——— خدا تعالیٰ سے دُعاؤں کیساتھ یہ توفیق حاصل کرو کہ تربیت کے اندرونی محاذ پر بھی، اور بیرونی محاذ پر بھی! تربیت کی جو ذمہ داری ہے اسکے نباہنے کی ہمیں توفیق عطا ہو اور اللہ تعالیٰ کی رضا کو ہم اور ہمارے بھائی اور آنیوالی نسلیں حاصل کرنیوالی ہوں۔ ☆

تقریر جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۷۸ء

ترقی یافتہ ممالک میں اسلحہ سازی کی دوڑ اور امنِ عالم

از محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی ناظر دعوۃ و تبلیغ صدر انجمن احمدیہ قادیان

تصویر کے ۲ دو رُخ

حضرات! مجھے اس وقت آپ کے سامنے "ترقی یافتہ ممالک میں اسلحہ سازی کی دوڑ اور امنِ عالم" کے موضوع پر کچھ عرض کرنا ہے آپ سب جانتے ہیں کہ یہ زمانہ سائنس اور ٹیکنالوجی کی غیر معمولی حیرت انگیز اور بے نظیر ترقی کا زمانہ ہے نئی نئی ایجادات اور سواریوں کے نکل آنے کی وجہ سے دنیا جلد جلد ایک ہو رہی ہے فاصلے کم ہو گئے ہیں۔ اسی پر بس نہیں زمین پر بسنے والے انسان چاند پر کئی بار اُتر چکے ہیں اور اب دوسرے سیّاروں پر اپنی کمندیں ڈال رہے ہیں گویا یاجوج و ماجوج مکمل چکے ہیں۔

مگر تصویر کا دوسرا رُخ یہ ہے کہ اس کے ساتھ ساتھ انسانیت کی تباہی و بربادی کے لئے ایسے ایسے خوفناک اور تباہ کن آلات، ہتھیار اور بم تیار ہو رہے ہیں جو دنیا کو لمحہ بھر میں ختم کر دیں۔ مزید براں غذائی اجناس کی قلت طبی سہولتوں کی کمی جہالت کی تاریکی دنیا کے مختلف خطوں میں انسان کو اپنے گھیرے میں لئے ہوئے ہے اور ان کے مستقبل کے لئے ایک چیلنج بنتی جا رہی ہے حالانکہ زمین کی وسعت۔ اس کی قوتِ نمو۔ سمندر کا پھیلاؤ اور اس میں پایا جانے والا غذائی ذخیرہ زبانِ حال سے کہہ رہا ہے کہ یہ زمین انسان کے لئے تنگ نہیں ضرورت ہے ایجابی اور مثبت رویہ اپنانے کی۔

آجکل ترقی یافتہ ممالک میں اسلحہ سازی کی دوڑ جاری ہے۔ یہ ترقی یافتہ ممالک اپنے سرمایہ۔ وسائل اور صلاحیتوں کا ایک بڑا حصہ ایٹمی اسلحہ کے میدان میں برتری حاصل کرنے پر لگا رہے ہیں ممالک عالم اس اسلحہ کی دوڑ میں تین سو ارب ڈالر سالانہ خرچ کر رہے ہیں گویا دنیا میں تین منٹ میں اسلحہ کی دوڑ پر دس لاکھ ڈالر سے زیادہ رقم صرف ہو رہی ہے جو ایشیا اور افریقہ کے ترقی پذیر ممالک کی مجموعی آمد سے کہیں زیادہ ہے اگر یہ رقم دنیا کی فلاح و بہبود کے کاموں پر لگے تو ہر جگہ ہُن برسنے لگے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کا ایک اہم خطبہ

ہمارے محبوب امام حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس بارہ میں فرماتے ہیں:-

"دنیا نے آج جس قدر جد و جہد اٹامک ریسرچ (ATOMIC RESEARCH) کے میدان میں کی ہے جس کے نتیجے میں اٹامک اور ہائیڈروجن بم بنائے ہیں۔ اتنا بڑا سرمایہ جہاں تک مجھے علم ہے کسی اور تحقیق پر انسان نے خرچ نہیں کیا اس وقت بعض ایسے ممالک بھی ہیں جو سمجھتے ہیں کہ اس وقت تک جو بم انہوں نے بنائے ہیں وہی کافی ہیں مزید بموں کی ضرورت نہیں اور وہ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ اگر بعض دوسرے ممالک کو تحقیق سے روک سکیں تو پھر اس دوڑ کو جہاں تک وہ پہنچ چکے ہیں ختم کر سکتے ہیں لیکن انہیں اس میں کامیابی نظر نہیں آ رہی ایٹم جو بن چکے ہیں اس جد و جہد کی دو ۲ شکلیں نکل سکتی ہیں یا یہ بم استعمال کر لئے جائیں یا انسان کوئی ایسا طریقہ سوچے کہ ان کے استعمال کی ضرورت نہ پڑے تیسری کوئی صورت عقلاً ممکن نہیں اگر استعمال ہوں گے تو اس کے نتیجے میں انسان پر بڑی تباہی آئے گی اور اگر استعمال نہیں ہوں گے اور خدا کرے کہ استعمال نہ ہوں تو وہ عظیم سرمایہ جو انسان نے ان پر خرچ کیا کلی طور پر ضائع ہو جائے گا اگر یہ سرمایہ ان ہتھیاروں پر خرچ نہ ہوتا تو انسان کی ضرورت پر خرچ ہو سکتا تھا ..... دوسری بات جو نمایاں ہے کہ اس عظیم جد و جہد اور کوشش کا نتیجہ بجائے بھلائی کے انسان کے لئے فکر اور خوف کا باعث ہو رہا ہے اور یہ خطرہ پیدا ہو رہا ہے کہ انسان خودکشی کر کے یعنی اپنی ہلاکت کے سامان پیدا نہ کرے"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۳ راگست ۱۹۷۳ء مندرجہ اخبار بدر ۷ ردسمبر ۱۹۷۸ء)

بڑی طاقتیں اور اسلحہ سازی

مگر بڑی طاقتیں سنجیدہ رویہ اپنانے کی بجائے صرف اس کوشش میں ہیں کہ باقی قومیں اسلحہ سازی سے دستبردار ہونے کے معاہدہ پر دستخط کر دیں اور خود یہ کسی پابندی کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں۔ الغرض ایٹمی اسلحہ سازی سے نجات نہیں بلکہ اپنی اجارہ داری قائم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اگر اس "ایٹمی دیو" سے نجات حاصل نہ کی گئی تو سب دنیا کا سرمایہ اور صلاحیت کا بڑا حصہ اس دیو کی نذر ہو جائے گا اور دنیا کا اکثر حصہ پسماندگی کا شکار بنا رہے گا بڑی طاقتیں ایک طرف امن Peace شانتی کی باتیں بھی کرتی ہیں مگر اب تک ۴۵۸ ایٹمی دھماکے کر چکی ہیں ۱۷ ردسمبر ۱۹۷۸ء کے اخبار پرتاپ کی رپورٹ ہے کہ امریکہ نے NOVADA میں اس سال کا دسواں دھماکہ کیا ہے جو ۱۵۰ کلوٹن کا تھا حالانکہ اس وقت دنیا کو بندوق و گولی کی ضرورت نہیں بلکہ روٹی اور علم کی ضرورت ہے گذشتہ ۲۵ سال کی تاریخ ثابت کرتی ہے کہ اسلحہ کی دوڑ ہمیشہ تباہی و بربادی پر منتج ہوئی ہے اب بھی اسلحہ کی دوڑ کے نتیجہ میں دنیا پر جنگ کے بادل منڈلا رہے ہیں باہمی بد اعتمادی ترقی پذیر ہے اور دلوں کو سکون و اطمینان حاصل نہیں دونوں طرف اسلحہ کی اندھا دھند دوڑ ہمیں جنگ کے نقطۂ آغاز کے قریب تر لئے جا رہی ہے اور کوئی سیاسی معجزہ کاری ہمیں یہ یقین نہیں دلا سکتی کہ ایٹمی جنگ نہیں ہو گی موجودہ حالات میں دانشمندی کی اور قابلِ عمل راہ ایک ہی ہے "باہمی اتفاقِ رائے سے اسلحہ پر کنٹرول" چنانچہ بھاری اسلحہ پر کنٹرول کی گفتگو کا دوسرا سلسلہ جسے "سالٹ ۲" کہتے ہیں اگر ناکامی پر ختم ہوا تو ساری مہذب دنیا کا خسارہ ہو گا۔ ہمیں اُمید ہے کہ دانشمندی کی فتح ہو گی اور "سالٹ ۲" کی گفتگو کامیابی سے ہمکنار ہو گی۔

صدر سوویٹ روس کا حالاتِ حاضرہ کا جائزہ

مسائلِ عالم اور حالاتِ حاضرہ پر نظر رکھتے ہوئے انقلاب روس کی ۶۰ ویں سالگرہ پر تقریر کرتے ہوئے لیونڈ برژنیف صدر سوویٹ روس نے بالکل صحیح کہا کہ:-

"اس وقت بین الاقوامی تعلقات ایک دوراہے پر ہیں یہاں سے یا تو ہم اعتماد اور تعاون میں اضافہ کی طرف جائیں گے یا باہمی اندیشوں شکوک و شبہات اور ہتھیاروں کی ذخیرہ سازی کی منزل کی طرف یہ دوراہا یا تو بالآخر پائیدار امن کی طرف لے جائے گا یا پھر اگر اور کچھ نہیں تو جنگ کی دہلیز پر کھڑا کر دے گا۔ صلح و آشتی امن کی راہ منتخب کرنے کا موقع فراہم کرتی ہے۔ اس موقع کو کھونا ایک جُرم ہو گا اس وقت اہم ترین میں سے ضروری فریضہ اسلحہ سازی کی دوڑ کو روکنا ہے جو دنیا کو اپنے نرغے میں لے چکی ہے"۔

(سوویٹ جائزہ جلد ۱۳ شمارہ ۲۷ ۱۲ رجون ۱۹۷۸ء)

دو ۲ اہم پیشگوئیاں

دنیا کے موجودہ سیاسی حالات کے پیشِ نظر میں آپ حضرات کے سامنے اس وقت حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ایک پیشگوئی کے وہ الفاظ رکھنا چاہتا ہوں جو دنیا کے لئے آنے والے خطرناک دور کی نشاندہی کر رہے ہیں۔ حضور علیہ السلام ۱۹۰۷ء میں فرماتے ہیں:-

"وہ دن نزدیک ہیں بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ دروازے پر ہیں کہ دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھے گی اور نہ صرف زلزلے بلکہ اور بھی ڈرانے والی آفتیں ظاہر ہوں گی کچھ آسمان سے اور کچھ زمین سے یہ اس لئے کہ نوعِ انسان نے اپنے خدا کی پرستش چھوڑ دی اور تمام دل اور تمام ہمّت اور تمام خیالات سے دنیا پر ہی گر گئے ہیں۔ اگر میں نہ آیا ہوتا تو ان بلاؤں میں تاخیر ہو جاتی پر میرے آنے کے ساتھ خدا کے غضب کے وہ مخفی ارادے جو ایک بڑی مدّت سے مخفی تھے ظاہر ہو گئے ..... اے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو

تو بھی محفوظ نہیں اور اے جزائر کے رہنے والو کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا اور اس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چپ رہا مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا جس کے کان سننے کے ہوں وہ سنے کہ وہ وقت دور نہیں میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے۔ نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لو گے مگر خدا غضب میں دھیما ہے توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی اور جو اس سے نہیں ڈرتا وہ مردہ ہے نہ کہ زندہ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۵۶، ۲۵۷ مطبوعہ ۱۹۰۷ء)

اسی طرح جماعت احمدیہ کے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۲۸ جولائی ۱۹۶۷ء کو وانڈز ورتھ ٹاؤن ہال لنڈن میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا:۔

"پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک تیسری جنگ کی بھی خبر دی ہے جو پہلی دونوں جنگوں سے زیادہ تباہ کن ہوگی دونوں مخالف گروہ ایسے اچانک طور پر ایک دوسرے سے ٹکرائیں گے کہ ہر شخص دم بخود رہ جائے گا۔ آسمان سے موت اور تباہی کی بارش ہوگی اور خوفناک شعلے زمین کو اپنی لپیٹ میں لے لیں گے نئی تہذیب کا قصر عظیم زمین پر آرہے گا دونوں متحارب گروہ یعنی روس اور اس کے ساتھی اور امریکہ اور اس کے دوست ہر دو تباہ ہو جائیں گے ان کی طاقت ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی ان کی تہذیب و ثقافت برباد اور ان کا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ بچ رہنے والے حیرت و استعجاب سے دم بخود اور ششدر رہ جائیں گے روس کے باشندے نسبتاً جلد اس

تباہی سے نجات پائیں گے۔ اور بڑی وضاحت سے یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ اس ملک کی آبادی پھر جلد ہی بڑھ جائے گی اور وہ اپنے خالق کی طرف رجوع کریں گے اور ان میں کثرت سے اسلام پھیلے گا اور وہ قوم جو زمین سے خدا کا نام اور آسمان سے اس کا وجود مٹا دینے کی شیخیاں بھگار رہی ہے وہی قوم اپنی گمراہی کو جان لے گی اور حلقہ بگوش اسلام ہو کر اللہ تعالیٰ کی توحید پر پختگی سے قائم ہو جائے گی۔ شاید آپ اسے ایک افسانہ سمجھیں مگر وہ جو اس تیسری عالمگیر تباہی سے بچ نکلیں گے اور زندہ رہیں گے وہ دیکھیں گے کہ یہ خدا کی باتیں ہیں۔ اور اس قادر و توانا کی باتیں ہمیشہ پوری ہوتی ہیں کوئی طاقت انہیں روک نہیں سکتی پس تیسری عالمگیر تباہی کی انتہا اسلام کے عالمگیر غلبہ اور اقتدار کی ابتداء ہوگی اور اس کے بعد بڑی سرعت کے ساتھ اسلام ساری دنیا میں پھیلنا شروع ہوگا اور لوگ بڑی تعداد میں اسلام قبول کرنا شروع کر دیں گے اور یہ جان لیں گے کہ صرف اسلام ہی ایک سچا مذہب ہے اور یہ کہ انسان کی نجات صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کے ذریعہ حاصل ہو سکتی ہے۔" صفحہ ۹

("امن کا پیغام اور ایک حرف انتباہ")

پس حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام اور آپ کے خلیفہ ثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی مندرجہ بالا پیشگوئیاں ہمیں آنے والے حالات و خطرات سے آگاہ و ہوشیار کر رہی ہیں خدا کرے کہ یہ طاغوتی طاقتیں جو اس وقت اپنے مادی نشہ میں سرشار ہیں وہ بھی ہوشیار ہوں اور سنبھل جائیں اور صدق دل سے دنیا میں امن و شانتی اور روحانیت و خدا پرستی کے لئے کوشش کریں۔

پس منظر کا جائزہ

حضرات! آئیے ہم بھی ذرا ان حالات حاضرہ اور ان کے پس منظر کا جائزہ لیں اور پھر موجودہ عالمی بے چینی اور بے اطمینانی کے اسباب و علل کا پتہ چلائیں کیونکہ یہ امر تو بالکل واضح ہے کہ اس وقت اسلحہ سازی کی دوڑ انسانی ترقی میں سب سے بڑا روک ہے۔ جنگ عظیم ثانی میں ہیروشیما اور ناگاساکی کی تباہی کے منظر بتاتے ہیں کہ یہ ایٹم بم لڑائی کا ہتھیار نہیں بلکہ مکمل تباہی و بربادی کا ہتھیار ہے اس لئے انسانی تہذیب و تمدن کی بقا کے لئے ضروری ہے کہ اس سے چھٹکارا حاصل کیا جائے اور ایٹمی اسلحہ سازی پر پابندی عائد کی جائے۔

اسلحہ سازی کے تدریجی مراحل پر ایک طائرانہ نظر

(۱) انسان اپنی فطرت کے اعتبار سے مدنی الطبع ہے نسل انسانی کے آہستہ آہستہ پھیلنے کے وقت چونکہ ذرائع آمد و رفت کی سہولت نہ تھی اس لئے مختلف علاقوں اور ملکوں میں لوگ ایک دوسرے سے الگ تھلگ اپنی ہی تہذیب و تمدن کو اپنا کر ایک دوسری نسل و قوم سے اپنے وجود ہستی کو بچائے ہوئے رہتے تھے۔ زبانوں کا اختلاف رنگ و نسل کا اختلاف، تہذیب و تمدن کا اختلاف، نظریات و عقائد کا اختلاف ان کے اندر پائے جانے کی وجہ سے ایک دوسرے سے علیحدہ رہنے کا جذبہ "عصبیت" (NATIONALISM) کی حد تک پایا جاتا تھا علم کی کمی بلکہ جہالت کی زیادتی کا بھی اس میں کافی دخل تھا۔

(۲) اسی جذبۂ عصبیت "نیشنلزم" کی وجہ سے بعض اوقات دو تہذیبوں کا باہمی ٹکراؤ ہوا دو قوموں اور نسلوں کا ٹکراؤ ہوا دو رنگ والوں کا باہمی تصادم ہوا۔ دو مذہبی نظریات کی حامل اقوام میں لڑائیاں اور خونریزی ہوئی ایک قوم کے اندر حاکم بننے کا اور دوسری کو زبردستی محکوم بنانے کا جذبہ پروان چڑھا۔ غلامی۔ چھوت چھات (CASTISM) کا رواج جاری ہوا ایک قوم نے اپنے مفاد کے لئے دوسری قوم کو تباہ و برباد کر دیا یا اسے پامال کر کے اپنا محکوم بنا لیا۔

(۳) یہ امر واقعہ ہے کہ انسانوں میں جب بھی بغض و حسد کا جذبہ غالب آیا کسی نہ کسی طرح لڑائی جھگڑے کا پیش خیمہ بنا جب لڑائی ٹولوں یا آبادیوں کے درمیان ہوئی تو جنگیں رونما ہوئیں انسان نے ان لڑائیوں میں طرح طرح کے ہتھیار استعمال کئے ابتدائی دور میں پتھر کے ہتھیار تھے اس کے بعد دھاتوں کا دور شروع ہوا اس دور میں چاقو سے لے کر شمشیر تک کی اختراع ہوئی تیر کمان بنے اس کے ساتھ ساتھ دفاع کے لئے ڈھالیں اور زرہ بکتر تیار ہوئے۔ اس کے بعد بارود کا دور آیا بارود کی ایجاد سے دھماکہ خیز اشیاء اور بندوقوں کے استعمال کی ابتداء ہوئی طرح طرح کے بم اور توپیں ایجاد ہوئیں۔

(۴) جنگ عظیم اول سے پہلے جنگیں "خشکی اور بحری سطح" تک ہی محدود تھیں۔ مگر جنگ عظیم اول میں رائٹ برادرز کی ۱۹۰۳ء کی ایجاد "ہوائی جہاز" کو جب جرمنی پر بم پھینکنے کے لئے استعمال کیا گیا تو جنگی حکمت عملی میں "کرۂ ہوائی" کا بھی اضافہ ہو گیا۔ پہلے لڑائی دن کو ہوتی تھی اور رات کو آرام ہوتا تھا مگر اب راتوں کو بھی ہوائی جہازوں اور ٹینکوں سے حملہ کیا جاتا ہے کیونکہ اصل مقصود فتح کو قرار دیا گیا ہے۔ ذریعہ کوئی بھی اختیار کیا جائے۔

(۵) جنگ عظیم اول میں جرمنی نے اپنے ایجاد کردہ "الیکٹرک سگنل کنٹرولڈ" بموں کو ہوائی جہاز کے ذریعہ برسا کر برطانیہ کے اوسان خطا کر دئے اسی طرح "جرمن میزائیلز" کی بنیاد پڑی مگر اس جنگ میں برطانیہ کے تیار کردہ ٹینکوں نے جرمن افواج کو فرانس کے محاذ سے پیچھے دھکیلنا شروع کر دیا۔

(۶) برطانیہ اپنے بحری بیڑے کی وجہ سے "سمندر کی ملکہ" کہلاتا تھا مگر جب جنگ عظیم اول میں جرمن آبدوزوں نے برطانوی جنگی جہازوں کا شکار شروع کیا تو برطانیہ کے لئے سمندر کی بالادستی خطرہ میں پڑ گئی۔

(۷) حکومت برطانیہ نے ۱۹۲۵ء میں اس وقت کے نامور سائنسدان سر رابرٹ واٹسن کو "موت کی شعاعیں" بنانے کی دعوت دی جو دشمن کے ہوائی جہاز کو فضا میں تباہ کر دے وہ "موت کی شعاعیں" تو ایجاد نہ کر سکا۔ مگر اپنے علم کے زور سے برطانیہ کے ساحل پر ۲۰ راڈار اسٹیشن قائم کرنے میں کامیاب ہو گیا دوسری جنگ عظیم میں ان راڈار اسٹیشنوں سے نازیوں کی آمد کی پیشگی اطلاع مل جاتی تھی اور کرۂ ہوائی میں دشمن کے داخلہ کی روک تھام شروع ہو گئی۔

(۸) جرمنی نے اس کے بالمقابل ۷۰۱ اور ۷۰۲ "گائیڈڈ میزائیلز" ایجاد کر کے ہوائی حملوں میں اپنی بالادستی قائم رکھی۔

(۹) جنگ عظیم ثانی میں ایک طرف فریقین نے آبدوزوں کا بڑی شد و مد سے استعمال کیا اور اس طرح اس جنگ کا دائرہ فضا سے سمندر کی تہ تک ترقی کر گیا تو دوسری طرف ایٹمی توانائی (ATOMIC ENERGY) کا استعمال ہوا تو جنگی ہتھیار ایک اور دور میں داخل ہوئے جسکو ہم ایٹمی دور کہتے ہیں چنانچہ ۱۹۴۵ء میں امریکہ نے جاپان کے دو بڑے شہروں ہیروشیما اور ناگاساکی پر دو ایٹم بم گرا کر لڑائی کا خاتمہ کر دیا مگر اس طرح ہتھیاروں کی ایک نئی دوڑ کی ابتداء ہوئی ان بموں کی طاقت ۱۲ کلوٹن تھی مگر اب ہمارا چھوٹے سے چھوٹا بم بھی ان سے تین گنا طاقتور ہے۔

اور میزائیل سے چھوڑا جانے والا نیوکلیئر بم پندرہ گنا طاقتور ہے۔

(۱۰) ۱۹۴۴ء تا ۱۹۴۹ء ایٹمی ہتھیاروں کی اجارہ داری صرف امریکہ تک محدود تھی ۱۹۴۹ء میں روس نے پہلا ایٹمی دھماکہ کیا اور دوسری ایٹمی طاقت بن گیا اس کے بعد برطانیہ نے بھی امریکہ کی مدد سے صحرائے نوادا امریکہ میں ایٹمی دھماکہ کیا وہ تیسری ایٹمی طاقت بن گیا ۸ سال بعد فرانس نے بھی صحرائے اعظم افریقہ میں دھماکہ کیا اور چوتھی ایٹمی طاقت بن گیا بعد ازاں جنوبی بحرالکاہل کے جزیروں میں بھی کئی ایٹمی دھماکے کئے اکتوبر ۱۹۶۴ء میں چین نے پہلا ایٹمی دھماکہ کیا اور وہ اب تک ۲۰ تجربے کر چکا ہے۔

اب اخبار پرتاپ ۱۷ر دسمبر ۱۹۷۸ء کی خبر ہے کہ "امریکہ نے ریگستان نوادا میں زمین کے نیچے ایک ایٹمی دھماکہ کیا ہے۔ دھماکہ ۱۵۰ کلو ٹن طاقت کا بنایا جاتا ہے اس برس امریکہ کا یہ دسواں دھماکہ ہے۔"

(۱۱) ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم کا سائنسی تجزیہ

حضرات اگر ہم "ایٹم بم" اور "ہائیڈروجن بم" سے پیدا ہونے والی "تباہی" کا قدرے سائنسی تجزیہ کریں تو بتایا جاتا ہے کہ ایٹم بم میں یورینیم کے مرکزوں کے انشقاق کا سلسلہ بروئے کار لایا جاتا ہے جس سے بے اندازہ نیوکلیائی توانائی خارج ہوتی ہے جو تابکار ذرات کی تشکیل کرتی ہے یہ نیوکلیائی انشقاق کی پیداوار ہوتے ہیں اور انسان کے لئے مضر ہیں ۱۹۵۰ء کی دہائی کے اوائل میں ایک نئی قسم کا نیوکلیائی ہتھیار ہائیڈروجن بم نمودار ہوا اس میں بھی بھاری عناصر یورینیم ۲۳۵ اور "پلوٹونیم" کے انشقاق کی جگہ ہلکے عناصر یعنی ہائیڈروجن کے آئسوٹوپوں کے مرکزوں کو باہم ٹکرا کر ردّ عمل پیدا کیا گیا۔ اس کے لئے ضروری تھا کہ ہائیڈروجن آئسوٹوپ کے مرکزوں کو کروڑوں ڈگری کی حرارت پہنچائی جائے یہ کام نیوکلیائی دھماکے کے ذریعہ انجام دیا گیا یعنی ایٹم بم کو فلیتے کے طور پر استعمال کیا گیا یہ ہائیڈروجن بم اپنی تابکار پیداوار کے ذریعہ سے ماحول میں وسیع تابکاری اور آلودگی پھیلاتا ہے اور جارحیت کا شکار ہونے والوں بلکہ حملہ آوروں کے لئے بھی خطرہ ہے کیونکہ وہ تابکار آلودگی کی وجہ سے فوراً دشمن کے علاقے میں قبضہ نہیں کر سکتے۔

(۱۲) نیوٹرون بم کی تباہ کاری اور امریکہ کا اعلان

بالآخر "نیوٹرون" بم کا خیال ان کے دماغ میں آیا جس میں ٹکراؤ والے ردّ عمل کی ابتداء یا تو ننھے کیمیاوی دھماکے خیز یا لیزر وغیرہ کے ذریعہ ہوتی ہے۔

سینیٹر تھامس ڈاڈ نے ۱۴ر جولائی ۱۹۶۱ء کو امریکن سینیٹ میں اس نیوٹرون بم کی تعریف کرتے ہوئے اعلان کیا کہ یہ بم کوئی مادی نقصان نہیں کریں گے۔ عمارتوں ریلوے اسٹیشنوں، پلوں اور کارخانوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا اور نہ ہی اس کے نتیجہ میں تابکار آلودگی ہوگی البتہ یہ بم متعلقہ علاقہ میں مکمل زندگی کا خاتمہ کر دیں گے اور ۱۹۶۳ء میں ریگستان نیوادا (NEVADA) میں اس کا پہلا تجربہ کیا گیا یہ بم فضا میں اتنی زبردست شعاعیں خارج کرتا ہے جس سے انسان اور دیگر جانور تو ہلاک ہو جاتے ہیں مگر چونکہ یہ بم دھماکہ پیدا نہیں کرتا اس لئے اس سے عمارتیں وغیرہ محفوظ رہتی ہیں گویا یہ بم "مہذب آدم خوروں کا ہتھیار ہے۔"

نیوٹرون بم کی ایجاد نے باشعور لوگوں کے لئے لمحہ فکریہ پیدا کیا ہے کہ آئندہ جنگ میں اگر روس نے ٹینکوں کی یلغار یورپ یا نیٹو NATO کے ممبر ممالک پر ہوگی تو اسی وقت نیوٹرون بم "تہذیب و تمدن" کی نشانیوں یعنی عمارتوں کو تباہ کئے بغیر مخالف حملہ آور فوج کو تباہ کر سکتا ہے نیز یورپ کی آبادی اب بڑھ گئی ہے اس لئے اب اگر کوئی جنگ ہوئی تو ایٹمی اسلحہ کے استعمال سے انسانی جانوں کا اتلاف بہت زیادہ ہوگا۔

راکٹ کی ایجاد سے یہ مسئلہ اور بھی آسان ہو گیا ہے اس کے سروں پر ایٹم بم یا ہائیڈروجن بم یا نیوٹرون بم رکھ کر دوسرے ملک میں اسے بھجوا کر اسے تباہ و برباد کیا جا سکتا ہے۔

(۱۳) ۷۷-۱۹۷۶ء میں بعض ایجادات منظر عام پر آئی ہیں مثلاً

(i) امریکہ کے میزائیلز کی رفتار ۲۱۰۰ میل فی گھنٹہ۔

(ii) روس کے میزائیلز کی رفتار ۴۰۰۰ میل فی گھنٹہ

(iii) برطانیہ نے ایسی آبدوز تیار کی ہے جس کا عملہ صرف تین افراد پر مشتمل ہے اس کی لمبائی صرف ۲۱ فٹ ہے کم وقت اور کم فاصلے کے لئے جنگ کے آپریشنوں میں یہ ایک کامیاب ہتھیار ہے

(iv) روس ایسی شعاعیں تیار کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے جس سے حملہ آور میزائیلز کو فضا میں بے اثر کیا جا سکے اور یہ شعاعیں جو برقی توانائی کی ہیں ان کی رفتار روشنی کی رفتار کے برابر ہے

(v) جنگ کے دوران بارش یا آندھی آ جائے تو اس کا لڑائی پر اثر پڑتا ہے۔ جنگ کا نقشہ بدل سکتا ہے بارش اور آندھی کا آنا موسمی حالات پر منحصر ہے مگر اب امریکہ نے ایک ایسا ہتھیار ایجاد کر لیا ہے جس کے استعمال سے مطلوبہ علاقہ میں دھند بارش اور بجلی کی کڑک پیدا کی جا سکتی ہے اور ہوا میں زہریلے مادے بھی چھوڑے جا سکتے ہیں جن سے زرعی فصلوں کو تباہ کیا جا سکے

(vi) امریکہ نے جنگی آبدوزوں کی رفتار کو بھی تیز کر دیا ہے ۱۹۷۷ء میں سات ہزار ٹن وزنی اور ۱۱۰ میٹر بی آبدوز سمندر میں اتاری گئی۔ امریکہ کا دعویٰ ہے کہ دنیا کی تیز ترین آبدوز ہے۔

حضرات! اسلحہ سازی کی دوڑ کے اس مختصر جائزہ سے آپ نے اندازہ لگا لیا ہوگا کہ بڑی طاقتیں دن رات اس میدان میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے اور ایک دوسرے کو مات دینے کی فکر میں ہیں چاہے اس کے نتیجہ میں انسانیت تباہ و برباد ہو جائے۔

(باقی)

اخبار قادیان

☆ — محترم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے قائمقام امیر مقامی کی اہلیہ محترمہ اور محترم قریشی منظور احمد صاحب سوز قائمقام ناظر اعلیٰ کی اہلیہ محترمہ اب بفضلہ تعالیٰ روبصحت ہو رہی ہیں ہر دو کی کامل صحت کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

☆ — محترم شیخ عبد الحمید صاحب عاجز ناظر جائیداد کی اہلیہ محترمہ کو نسوانی عوارض کے سبب امرتسر ہسپتال میں داخل کیا گیا ہے جہاں مورخہ ۵/۲۹ کو ان کا اپریشن ہوگا احباب اپریشن کی کامیابی اور کامل صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

☆ — مکرم بھائی عبد الرحیم صاحب دیانت درویش کی طبیعت بھی پہلے جیسی ہی ہے کمزوری بدستور زیادہ ہو رہی ہے۔ علاج جاری ہے صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائی جائے۔

☆ — مورخہ ۵/۲۷ کو مکرم مستری محمد دین صاحب درویش نے اپنے بیٹے عزیزم مکرم نصیر الدین صاحب کی شادی کے سلسلہ میں ساڑھے تین صد کے قریب احباب و مستورات کو دعوت پر مدعو کیا۔ عزیز نصیر الدین صاحب چند روز قبل پاکستان میں شادی کے بعد اپنی اہلیہ صاحبہ کے ہمراہ واپس قادیان آئے ہیں اللہ تعالیٰ یہ رشتہ ہر دو خاندانوں کے لئے باعث برکت کرے آمین!

درخواستہائے دعا

(۱) خاکسار کا چھوٹا بھائی اکثر بیمار رہتا ہے اس کی صحت کاملہ کے لئے نیز والدین کی صحت و سلامتی اور جملہ پریشانیوں کے ازالہ کے لئے احباب کرام سے درخواست دعا ہے۔

خاکسار: رفیق احمد طارق متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان

(۲) میرے بیٹے عزیزم محمد ظفر اللہ سلمہ نے امسال میٹرک کا امتحان دیا ہے جملہ احباب جماعت سے عزیز کی کامیابی کے لئے دعا کی درخواست کرتا ہوں۔

خاکسار: محمد حبیب اللہ ممبر بورڈ اردو (یوپی)

(۳) میرے بھانجے عزیزم شیخ ابوبکر صاحب پولیس ایس آئی کو موٹر ایکسیڈنٹ کی وجہ سے سخت چوٹیں آئی ہیں ہسپتال میں زیر علاج ہیں جملہ درویشان کرام اور احباب جماعت سے عزیز کی کامل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار: شیخ عبد الرزاق سونگڑہ

(۴) خاکسار کی بھانجی امۃ المتین B.A Bed آخری سال کا امتحان دے رہی ہے اور بھانجا حمید احمد Engineering کے آخری سال کا امتحان دے رہا ہے ہر دو کی نمایاں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار: ایم ایچ ظفر اللہ متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان

(۵) خاکسار کو کچھ عرصہ سے دوبلڈ پریشر (Blood Pressure) کی تکلیف اعصابی کمزوری کے ساتھ چل رہی ہے احباب میری کامل صحت کے لئے دعا کر کے ممنون فرمائیں۔ خاکسار [illegible] قادیان

قائدین کرام!
کتاب "کامیابی کی راہیں" دفتر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ سے منگوا کر اطفال کو امتحان کے لئے تیار کریں۔
مہتمم اطفال مرکزیہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر ایک سو بیس سال

اور

اس کا پس منظر

از مکرم شیخ عبدالقادر صاحب ۲۱۵ رستم پارک۔ نواں کوٹ۔ لاہور

نبی کتاب سید الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کا آخری دور ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے۔ راز و نیاز کی باتیں ہوئیں۔

ایک عبد آفریں بات یہ ہے کہ آپؐ کی عمر نبی ماسبق سے نصف ہوگی۔ فرمایا

"جبرائیل نے مجھے یہ بھی خبر دی کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم ایک سو بیس سال زندہ رہے۔ اور اپنے بارہ میں مَیں سمجھتا ہوں کہ ساٹھ سال کی عمر کے سر پر جانے والا ہوں۔"

(کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۲۰)

حضرت فاطمۃ الزہراء اور اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ حدیث مروی ہے۔

بعض ناقدین حدیث یہ اعتراض کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک $\frac{62}{63}$ سال تھی۔ اس لئے یہ بات سرے سے غلط ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک سو بیس سال زندہ رہے۔ اور آپؐ نے ان سے نصف عمر پانا تھی۔

خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ چالیس برس کے تھے کہ نبوت ملی۔ تیرہ سال مکہ میں رہے۔ دس سال مدینہ میں۔ اس طرح ۶۳ سال عمر پائی اس لئے ایک سو بیس سال اور ساٹھ سال والی حدیث صحیح نہیں ہے۔

اس اعتراض کے جواب میں تطبیق کی ایک سادہ صورت ہے۔ اور وہ یہ کہ یہ دونوں روائتیں درست ہیں۔ ایک میں شمسی حساب سے عمر بتائی گئی۔ دوسری میں قمری حساب ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر ایک سو بیس سال شمسی تقویم کی رو سے ہے۔ اس کا نصف بھی شمسی ہے نہ کہ قمری۔

قرآن حکیم میں اصحاب کہف کے متعلق ہے:-

وہ اپنے غار میں تین سو سال رہے اور نَو اور بڑھا لئے۔

(کہف: ۲۵)

تین سو سال شمسی ہیں اور ۳۰۹ قمری۔

جبرائیل علیہ السلام نے اصحاب کہف کے پیغمبر کی عمر شمسی تقویم کی رو سے ایک سو بیس سال بتائی۔ اس پر کم و بیش چار سال بڑھا لیجئے۔ قمری ہو جاتی ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی تحقیق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی (قمری) عمر $\frac{62}{63}$ سال تھی (دیباچہ تفسیر القرآن طبع اوّل صفحہ ۲۳۰)

یہی عمر شمسی حساب سے $\frac{60}{61}$ سال ہو جاتی ہے۔ اس طرح حدیث کا تعارض دور ہو جاتا ہے۔ اور دونوں روائتیں اپنی جگہ پر درست ثابت ہوتی ہیں۔

بعض محدثین حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی عمر ۱۲۵ سال بتائی ہے۔ یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عمر سے دوگنی حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدّث دہلویؒ فرماتے ہیں:-

حضرت عیسےٰ علیہ السلام ایک سَو پچیس سال تک زندہ رہے

(ما ثبت بالسنۃ فی ایام السنۃ صفحہ ۲۹۰ عربی)

ان کے نزدیک حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر $62\frac{1}{2}$ سال تھی۔ اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی عمر کم و بیش ۱۲۵ سال۔ لیکن یہ سب کچھ قمری حساب سے ہے۔ اس طرح تعارض دور ہو جاتا ہے۔ اور دونوں عمریں درست قرار پاتی ہیں۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس امر کا ثبوت کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر ۱۲۰ سال شمسی تقویم کی رو سے بتائی گئی ہے۔ اس کے جواب میں ایک اشارہ تو کر چکا ہوں اور وہ اصحاب کہف کا ہے۔

دوسرا قرینہ یہ ہے کہ تقویم یہود قمری شمسی ہے۔ یعنی قمری کو شمسی میں بدل دیتے ہیں۔ قرون اولیٰ میں ہر تین یا چار سال کے بعد ایک ماہ کا اضافہ کر لیتے تھے۔

بائیبل ڈکشنری از جان ڈی ڈیوس زیر لفظ (month "year"

لہٰذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر شمسی تقویم کی رُو سے بتانا قرین قیاس ہے۔

ایک لطیف نکتہ اس سلسلہ میں یہ ہے کہ تورات میں ایک عبارت ہے۔ جسے آج تک کوئی سمجھ نہیں سکا۔ متن مخدوش ہے اور معنی بھی۔

پیکس بائیبل کومنٹری میں ہے۔

6: 3. very difficult and the text is corrupt.

"پیدائش $\frac{6}{3}$ کی عبارت اور اس کے معنے بہت مشکل ہیں متن بھی مخدوش ہے؟"

نیو انگلش بائیبل کے ترجمہ کے مطابق عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ خداتعالیٰ نے فرمایا:-

"میری زندگی بخش روح آدمی میں ہمیشہ کے لئے نہیں رہے گی۔ کیونکہ اس کا گوشت پوست فانی ہے۔ وہ ایک سو بیس سال تک زندہ رہے گا۔"

حیرانی تو یہ ہے کہ اس عبارت کے بعد کے ابواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر ۱۷۵ سال لکھی ہے۔ بعض دوسرے آباء بنی اسرائیل کی عمریں اس سے بھی زیادہ لکھی ہیں:-

"اسحاق کی عمر ایک سو اسّی برس کی ہوئی۔"

(پیدائش $\frac{35}{28}$)

اندریں حالات ۱۲۰ سال عمر پانے سے کیا مراد ہے؟ یہ ایک عقدہ ہے۔ جس کا تسلی بخش جواب نہیں دیا گیا۔ ایک سو بیس سال نہ کم از کم عمر ہے نہ زیادہ سے زیادہ۔

عبرانی تورات میں اس حوالے میں آدمی کے لئے "آدم" کا لفظ ہو سکتا ہے۔ یہ ذکر عام نہ ہو بلکہ خاص ہو۔ یعنی کوئی ابن آدم جسے حیات جاوید پانے والا سمجھ لیا جائے گا۔ ایک سو بیس سال زندہ رہے گا۔ مفہوم یہ ہے کہ انسان فانی ہے وہ ہمیشہ زندہ نہیں رہے گا۔

بنی اسرائیل کا آخری پیغمبر جسے ہمیشہ کی زندگی کا لائق سمجھا گیا۔ وہ بھی تو ایک سو بیس سال زندہ رہے گا۔ کوئی بھی اس کے معنے ہوں۔ اس حوالہ کی وجہ سے قرون اولیٰ کے عیسائیوں میں ایک سو بیس کا عدد بڑا عزت و مرتبت والا تھا۔ وہ کہتے اس عدد کا حضرت مسیح کی زندگی سے گہرا تعلق ہے۔ مہد سے لحد تک انہوں نے ایک سو بیس سال تک کلام کیا۔

پہلے پھل کی عید سے لے کر غلامی سے نجات کی عید تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حین حیات ایک سو بیس سال پر پھیلا ہوا ہے۔ اندریں حالات حضرت جبرائیل علیہ السلام کا ایک سو بیس سال عمر بتانا قرین قیاس اور قریب الفہم ہو جاتا ہے۔

پھر یہ امر بھی مسلّمہ ہے کہ تورات میں شمسی تقویم چل رہی ہے۔ بنی اسرائیل جب مصر سے نکلے تو ان کا مہینہ تیس دن کا تھا۔ ہر سال پانچ دن بڑھا لئے جاتے۔ اس طرح سال ۳۶۵ دن بحساب شمسی کر لیا جاتا۔ اندریں صورت توریت میں جس آدم کی عمر ایک سو بیس سال مرقوم ہے وہ شمسی عمر ہے۔ اگر اس سے مراد مثل عیسیٰ کمثل آدم کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں تو جبرائیلؑ نے اسی مخفی بات کو دوہرایا۔ اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر ایک سو بیس سال ہوئی۔ اور آپؐ کی عمر پیغمبر ماسبق سے نصف ہوگی۔

حدیث میں سب پیغمبر مراد نہیں بلکہ پیغمبر ماسبق مراد ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے دیباچہ تفسیر القرآن میں اس حقیقت پر روشنی ڈالی ہے (صفحہ ۲۳۰)

یہ عجیب بات ہے کہ ایک سو بیس سال عمر پانے کا ذکر توریت میں ہے اور حدیث میں بھی اور پھر اس میں ایک گونا مشابہت ہے۔

حدیث کے الفاظ ہیں:-

اِنَّ عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ عَاشَ عِشْرِیْنَ وَمِائَۃَ سَنَۃٍ۔

تورات کے عبرانی متن کی عبارت

لا یرون روحی بادم
لعولم .... یعمو
مائۃ وعشرים شنہ

آدم میں میری زندگی بخش روح ہمیشہ تو نہ رہے گی۔ وہ ۱۲۰ سال تک زندہ رہے گا۔

آدم سے آدمی ہے یا آنیوالا ابن آدم۔ یہ ہے مژدۂ جبرائیل کی وضاحت اور اس کا پس منظر! (الفضل $\frac{5}{29}$ ۵)

منقولات

اسلامی نظام کی طرف پیش رفت؟

(روزنامہ "جنگ" کراچی (خطبہ جمعہ ایڈیشن مورخہ ۲۷ اپریل ۹ ۷ ۱۹ء) کا افتتاحیہ)

صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق لائق ستائش ہیں کہ وہ دینِ حق کی پاسبانی اور اسلام کے صراطِ مستقیم پر ملک وقوم کو چلانے کا عزم رکھتے ہیں اور وہ اس نیک مقصد کے لئے بعض اہم اقدامات کا اعلان کر چکے ہیں۔ ان نیک تمناؤں اور ایمان پرور اعلانات کے باوجود ہمیں یہ جائزہ لینا چاہیئے کہ ہم اسلام کی طرف بڑھ رہے ہیں یا روز بروز اس سے دُور ہوتے جا رہے ہیں؟ اسلام اس ملک میں آ رہا ہے یا اس کے باقی ماندہ آثار بھی یہاں سے رخصت ہو رہے ہیں؟ بہت ممکن ہے کہ سرکاری فائلوں میں اسلام کی جانب کچھ پیش رفت ہوئی ہو لیکن آثار و نتائج کو سامنے رکھ کر فیصلہ کیجئے کہ ان تمام خوش آئند اعلانات کے باوجود قوم کسی ذہنی انقلاب کے لئے تیار ہوئی ہے یا خدائی احکام کو توڑنے میں کچھ زیادہ جری اور بے باک ہو گئی ہے؟

مثلاً اسلام نے شراب خانہ خراب کو قطعی حرام قرار دے کر شراب نوشی کے مرتکب کے لئے عبرتناک سزا تجویز کی ہے۔ مگر پاکستان میں شراب کی دو قسمیں تھیں۔ جائز شراب جو حکومت کے اجازت نامے سے حاصل کی گئی ہو۔ اور ناجائز شراب جو حکومت کی اجازت اور سرپرستی سے محروم ہو۔ مسٹر بھٹو نے اپنی گرتی ہوئی دیوارِ اقتدار کو سہارا دینے کے لئے شراب پر عام پابندی کا حکم جاری کر دیا تھا۔ تاہم جسمانی یا ذہنی مریضوں کے لئے اس کی گنجائش رکھی گئی تھی۔ اس وقت سرکاری ذرائع ابلاغ سے یہی پراپیگنڈہ کیا جا رہا تھا کہ ملک شراب نوشی کی لعنت سے پاک کر دیا گیا ہے اور ۱۲ ربیع الاول کو صدر مملکت نے شراب نوشی کی شرعی سزا کے نفاذ اور سابقہ چور دروازوں کے بند کرنے کا اعلان بھی کر دیا گیا تھا۔ لیکن باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ ملک کے چار بڑے بڑے ہوٹلوں میں جام وسبو کا یہ شغل حکومت کی اجازت سے جاری ہے۔ اگر یہ خبر صحیح ہے تو اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ قوم نے ۵ جولائی ۱۹۷۷ء کے بعد اسلام کی طرف پیش قدمی کی ہے یا جاہلیت کی طرف؟

ملک میں اب تک فحاشی کے انسداد کے لئے کوئی مؤثر قدم نہیں اٹھایا گیا۔ بلکہ طوائفوں کا مخصوص کاروبار کسی نہ کسی شکل میں جاری تھا۔ اور اخبارات ورسائل میں اس سلسلہ کی جو داستانیں شائع ہوتی رہتی ہیں، ان سے قیاس کیا جا سکتا ہے کہ یہ "کاروبار" کتنی گہرائی اور وسعت رکھتا ہے تاہم پاکستان کی تاریخ میں شاید یہ پہلا موقع ہے کہ طوائفوں نے کھلی پریس کانفرنس میں یہ اعلان کیا ہے کہ وہ اپنے کاروبار کے جواز وتقدس کی سند ہائیکورٹ سے حاصل کریں گی۔ فیصلہ کیجئے کہ طوائفوں کا یہ اعلان ملک میں اسلامی نظام کی طرف پیش قدمی کی علامت ہے یا جاہلیت کی طرف بازگشت کی نشاندہی کر رہا ہے؟

فحاشی وعریانی کی غلاظت پھیلانے میں سینماؤں۔ کلبوں اور دیگر تفریحی اڈوں کے ساتھ ساتھ ریڈیو۔ ٹیلی ویژن اور اخبارات ورسائل کے فلمی اشتہارات اور فلمی صفحات کا کردار نہایت شرمناک ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ جنرل ضیاء کی حکومت میں شر وفساد کے یہ چشمے خشک ہونے کے بجائے اور بھی شدت وقوت سے اُبلنے لگے ہیں۔ فرمائیے! ہم اسلام کی طرف آگے بڑھے ہیں یا اُلٹے پاؤں واپس لوٹے ہیں؟ اگر کوئی سمجھتا ہے کہ غلاظت کے ان ڈھیروں کی صفائی کے بغیر بھی اسلامی نظام نافذ کیا جا سکتا ہے تو ہمارے لئے ایسا اسلامی نظام ناقابلِ فہم ہے اور اسلامی نظام کے فیوض وبرکات کی توقع ہوسِ خام ہے۔

لڑکوں اور لڑکیوں کا آزادانہ اختلاط، سربرہنہ بنی ٹھنی دوشیزاؤں کا عریاں اور نیم عریاں لباس میں بازاروں میں ٹہلنا اور پارکوں میں تھرکنا کودنا صرف اسلام ہی کے خلاف نہیں۔ انسانی غیرت وشرافت کے مُنہ پر بھی طمانچہ ہے۔ اور یہی وہ شیطانی جال ہے جس کے ذریعہ وہ نسائیت کا شکار کرتا ہے اور جس کے بطن سے بیسیوں قباحتیں جنم لیتی ہیں۔ اور قرآن کریم "جاہلیت اُولیٰ کا تبرج" کہہ کر جس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتا ہے اور نہایت تاکیدی لہجے میں خواتین اسلام کو حکم دیتا ہے۔

"اور جم کر بیٹھو اپنے گھروں میں اور مت نکلو بن سنور کر پہلی جاہلیت کی طرح۔"

ذرا جائزہ لیجئے کہ فوجی حکومت کے دَور میں اس "جاہلی نمائش" میں کچھ کمی ہوئی ہے یا کئی گنا اضافہ ہوا ہے؟ ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ صدر مملکت جو "چادر اور چار دیواری کے تقدس" کے قائل ہیں ان کی دن بدن بگڑتے ہوئے حالات پر نظر نہیں؟ غالباً جناب صدر حالات سے بے خبر نہیں ہوں گے۔ البتہ دو امکانات سامنے آتے ہیں۔ ایک یہ کہ نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کا اسی عریانی وبے حجابی کے سیلاب میں بہہ جانا ان کے خیال میں کوئی قباحت نہیں۔ بلکہ ترقی، عقل و دانش کی علامت ہے۔ یا وہ اس سیلابِ بلا کا تدارک کرنے سے قاصر ہیں۔ مزید افسوس یہ ہے کہ اقتدار کی جانب سے اس قباحت کی حوصلہ شکنی کی بجائے کسی نہ کسی پیرائے میں اس کی حوصلہ افزائی ہو رہی ہے۔ ممکن ہے۔ اسے دقیانوسی بات کہہ کر خندۂ زہر کی نذر کر دیا جائے۔ لیکن ہم آگاہ کر دینا چاہتے ہیں کہ کسی اسلامی معاشرے میں عریانیت اور جنسیت کا فروغ اس کے زوال کی علامت ہے۔ اور یہ خطرے کا الارم ہے۔ جس کی آواز ہر اس شخص کو سُننی چاہئیے جو سینے میں حساس دل رکھتا ہے۔ یا پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کے سہانے خواب دیکھ رہا ہے۔

وطنِ عزیز میں جن صنعتوں کو سب سے زیادہ فروغ نصیب ہوا ہے ان میں "کھیل کی صنعت" سرِفہرست ہے۔ شاید یہ واحد ملکی صنعت ہے جس میں ہم خود کفیل ہو چکے یہی وجہ ہے کہ ہمارے عزیز نوجوانوں میں دوسرے کمالات پیدا کرنے کی بجائے اس ضمن میں نام پیدا کرنے کی ایک عام لہر پیدا ہو گئی ہے اور اب چشمِ بد دُور ہماری معصوم بیٹیاں بھی سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر ہاکی کے میدان میں دعوتِ مبارزت دے رہی ہیں۔ اگر اسلامی نظام کی طرف پیش رفت اسی کا نام ہے تو ہمیں اپنے جہل کا اقرار ہے کہ ہم اس کے سمجھنے سے معذور ہیں۔ مسلمانوں کے لئے دنیا کی سب سے مقدس اور لائقِ تقلید ہستی سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی ہے لیکن ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے عوام وخواص پیر وجوان اور مرد و زن، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ پر فخر کرنے کی بجائے دُنیا کی ملعون اور بے خدا قوموں کی تقلید پر نازاں ہیں۔ صورت وسیرت۔ وضع قطع۔ اعمال و کردار۔ رفتار وگفتار۔ معاملات ومعاشرت،

الغرض ہر چیز میں اُسوۂ نبیؐ سے بُعد بڑھتا جا رہا ہے۔ ہم نے تصویرت کی دُنیا میں جو کچھ ہم سمجھیں [illegible] یہ ثقافتی [illegible] کر دیا ہے کہ [illegible] حضور [illegible] تقلید [illegible] اس کی رحمت و نصرت کا [illegible] قوم بنتی ہے یا اُسوۂ نبیؐ کو اپنانی ہے۔

یہ [illegible] کی طرف [illegible] گیا ہے [illegible] ہے [illegible] عنوان [illegible] ہوا۔ [illegible] اچھا ہے [illegible] کیا [illegible] نہیں دیتے ہے [illegible] کس رنگ [illegible] ترقی ہے [illegible] ایوانِ اقتدار تک پہنچ سکتی ہے تو ہمیں [illegible] یہ بات اُن کے کانوں تک پہنچا دینی [illegible] اہلکاروں نے اسلام کو جتنا [illegible] بدنام کیا ہے اس سے پہلے کبھی نہیں کیا تھا [illegible] اسلام دشمن عناصر نے اسلام [illegible] سے جتنا انتقام ان دنوں لیا ہے [illegible] انہیں پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی۔ محکمہ مال کا پٹواری، پولیس کا باوردی سپاہی۔ صاحب کے دفتر کا چپراسی اور ریلوے کا کلرک آج بھی رشوت لے رہا ہے اور یہ کہہ رہا ہے کہ

"اب تو اسلامی نظام آ رہا ہے"!

کوثر نیازی صاحب نے وزیر حج کی حیثیت سے یہ بدعت ایجاد کی کہ عورتوں کی درخواستوں پر بھی فوٹو چسپاں کئے جائیں۔ اور تاویل یہ کی گئی تھی کہ یہ حکم سعودی حکومت کا ہے۔ افسوس ہے کہ ہمارے "اسلامی نظام" سے اتنی بھی ہمت نہ ہوئی کہ کم از کم پردہ نشینوں کو اس سے معاف رکھا جاتا۔ ع

تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم

ہم اپنے نیک دل فرمانروا کی خدمت میں عرض کریں گے کہ خدارا یا تو ان تمام بدعنوانیوں اور قباحتوں کے خلاف کوئی اقدام کیجئے جو اسلامی نظام کا منہ چڑا رہی ہیں۔ اور اگر یہ نہیں ہو سکتا۔ تو آپ سے اسلام کی جتنی خدمت ہو سکتی ہے کیجئے! خدا اس کا اجر دے گا۔ مگر لوگوں کو اسلام کا مذاق اڑانے کا موقع نہ دیجئے۔ اور اسلام کو بدنامی سے بچائیے!

انس بن مالکؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک وقت آئے گا کہ مومن عام لوگوں کے لئے دُعا کرے گا۔ مگر قبول نہیں کی جائے گی۔ حق تعالیٰ شانہٗ فرمائیں گے۔ کہ اپنے لئے جو مانگنا ہے مانگ ہم دیں گے۔ مگر عام لوگوں کے لئے نہیں۔ اس لئے کہ انہوں نے مجھ ناراض کر لیا ہے؟ (امام ابن مالک)

[ہفت روزہ لاکھور۔ لاہور]

وصایا

نوٹ:- وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی شخص کو کسی جہت سے کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر اندر اپنے اعتراض کی تفصیل سے دفتر کو آگاہ کرے
سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

وصیت نمبر ۱۴۳۸۶: میں شکیل احمد طاہر ولد مظہر حسین صاحب قوم قریشی پیشہ ملازمت عمر ۲۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب. بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱/۲/۷۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:-
میں اس وقت ۲۶۵/- روپے ماہوار تنخواہ پا رہا ہوں سر دست میری منقولہ و غیر منقولہ جائیداد کوئی نہیں ہے میں اپنی تنخواہ سے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں اگر میں اس کے بعد کوئی غیر منقولہ یا منقولہ جائیداد بناؤں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ قادیان کو دوں گا اور اس پر بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت حاوی ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

گواہ شد	الموصی	گواہ شد
محمد نعمان	شکیل احمد طاہر	فتح محمد گجراتی ۱۱/۲/۷۹
کارکن نظارت علیا	کارکن نظارت علیا ۱۱/۲/۷۹	کارکن نظارت علیا

وصیت نمبر ۱۴۳۸۷: میں محمد منیر احمد خان صدیقی ولد محمد اسمٰعیل خان صاحب مرحوم قوم احمدی پیشہ ملازمت عمر ۲۱ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب انڈیا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵/۲/۷۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:-
اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ نہیں ہے۔ اس وقت میرا گذارہ ملازمت پر ہے جو مجھے اس وقت مبلغ ۲۷۵/- روپے ماہوار تنخواہ مل رہی ہے اس کا ۱/۱۰ حصہ میں بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں مجھے مستقبل میں اگر کوئی جائیداد ملے یا میں خود پیدا کروں تو یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری وفات کے بعد جو ترکہ ثابت ہو اس کی بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔

گواہ شد	الموصی	گواہ شد
بشیر احمد گھٹیالیاں وصیت ۱۹۱۲	محمد منیر احمد خان صدیقی ۱۵/۲	شیخ عبدالحق
کارکن صدر انجمن احمدیہ قادیان ۱۵/۲/۷۹	کارکن صدر انجمن احمدیہ قادیان	کارکن صدر انجمن احمدیہ قادیان

وصیت نمبر ۱۴۳۸۹: میں ہریکر عبدالشکور ولد ہریکر عبدالغفور صاحب قوم احمدی پیشہ ملازمت عمر ۲۵ سال پیدائشی احمدی ساکن ۱۸ وائی ایم سی اے روڈ بمبئی ۸ عمر ۲۵ سال ڈاکخانہ خاص ضلع بمبئی صوبہ مہاراشٹر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۶ فروری ۱۹۷۹ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:-
میں اس وقت پرائیویٹ ملازم ہوں جس سے مجھے مبلغ ۳۰۰/- (تین صد روپے) ماہوار یافت ہوتی ہے جس کے علاوہ میری مزید کوئی اور مستقل آمدن نہیں ہے اور نہ ہی میری کوئی غیر منقولہ جائیداد ہے البتہ منقولہ جائیداد کے طور پر میرے پاس صرف ایک دستی گھڑی ہے جس کی موجودہ الوقت قیمت مبلغ ۱۰۰/- روپے ہوگی میں اپنی مذکورہ بالا آمد مبلغ ۳۰۰/- روپیہ اور منقولہ جائیداد (دستی گھڑی) مالیتی یکصد روپے کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ آئندہ اگر میں مزید کوئی آمد یا منقولہ و غیر منقولہ جائیداد پیدا کروں تو اس پر بھی میری وصیت حاوی ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

گواہ شد	الموصی	گواہ شد
خورشید احمد انور	ہریکر عبدالشکور بمبئی ۲۶/۲/۷۹	احقر العباد غلام نبی نیاز
انسپکٹر بیت المال آمد مقیم بمبئی ۲۶/۲/۷۹		خادم سلسلہ عالیہ مقیم بمبئی ۲۶/۲/۷۹

وصیت نمبر ۱۴۳۹۳: میں مبارکہ بی بی بیوہ محمد علی صاحب بخاری مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر ۷۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۲ء ساکن شاد نگر ڈاکخانہ خاص ضلع محبوب نگر صوبہ آندھرا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۴/۲/۷۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔
میری اس وقت کوئی غیر منقولہ جائیداد نہیں البتہ منقولہ جائیداد کے طور پر مبلغ ۵۰/- روپے بصورت نقدی میرے پاس موجود ہے مجھے اپنے بچوں کی طرف سے بطور جیب خرچ مبلغ ۱۰/- روپے ماہوار کی یافت بھی ہوتی ہے میں اپنی مذکورہ بالا جائیداد مبلغ ۵۰/- اور ماہانہ جیب خرچ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں آئندہ اگر میں مزید کوئی آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
محی الدین پسر موصیہ	مبارکہ بی بی موصیہ ۱۴/۳/۷۹	خورشید احمد انور انسپکٹر بیت المال آمد ۱۴/۳/۷۹

وصیت نمبر ۱۴۳۹۴: میں مسماۃ خواجہ بیگم زوجہ میر احمد عارف صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر ۴۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن جڑچرلہ ڈاکخانہ خاص ضلع محبوب نگر صوبہ آندھرا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵/۳/۷۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں
میری اس وقت ذاتی کوئی آمد نہیں ہے البتہ مندرجہ ذیل منقولہ و غیر منقولہ جائیداد کی مالکہ ہوں۔

(۱) فلور مل واقعہ کاچی گوڑہ حیدرآباد مالیتی اندازاً	۵۰۰۰-۰۰
(۲) مکان ایک عدد واقعہ بنگلور روڈ جڑچرلہ چوراہا	۳۰۰۰۰-۰۰
(۳) زیور طلائی ۱۰ تولہ	۸۰۰۰-۰۰
کل مالیت	۴۳۰۰۰-۰۰

میں اپنی مذکورہ بالا جائیداد منقولہ و غیر منقولہ مالیتی اندازاً ۴۳۰۰۰/- روپے کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ آئندہ اگر میں مزید کوئی آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی اور میرے ورثاء کو اس پر کسی نوع کے اعتراض کا حق نہ ہوگا۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
خورشید احمد انور انسپکٹر بیت المال آمد	خواجہ بیگم	میر احمد عارف

وصیت نمبر ۱۴۳۹۵: میں میر احمد عارف ولد سید حسین صاحب ذوقی مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت و زراعت عمر ۴۳ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن جڑچرلہ ڈاکخانہ خاص ضلع محبوب نگر صوبہ آندھرا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۴/۳/۷۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:-
میری اس وقت مندرجہ ذیل منقولہ و غیر منقولہ جائیداد ہے

(۱) اراضی خشکی سروے نمبر ۳۹۷ و ۲۹۵ رقبہ اکتیس ایکڑ در قصبہ جڑچرلہ چوراہا	۶۲۰۰۰-۰۰
(۲) ٹریکٹر ایچ ایم ٹی زیٹر ۲۵ ہارس پاور مالیتی	۳۸۰۰۰-۰۰
کل مالیت	۱۰۰۰۰۰-۰۰

مبلغ ایک لاکھ روپے صرف
اس کے علاوہ سر دست میری اور کوئی منقولہ و غیر منقولہ جائیداد نہیں ہے البتہ مجھے اس جائیداد اور تجارت سے بحیثیت مجموعی مبلغ ۵۰۰/- روپیہ ماہوار کی آمد بھی ہوتی ہے۔ میں اپنی مذکورہ بالا جائیداد مالیتی ایک لاکھ روپیہ اور ماہوار آمدنی مبلغ پانچ صد روپیہ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں آئندہ اگر میں مزید کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ اور میرے ورثاء کو اس پر کسی نوع کے اعتراض کا حق نہ ہوگا۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

گواہ شد	الموصی	گواہ شد
خورشید احمد انور انسپکٹر بیت المال آمد	میر احمد عارف ۱۴/۲/۷۹	میر احمد اشرف ۱۴/۳/۷۹

درخواست دعا

خاکسار کے چچا مکرم فضل رحیم صاحب آف لندن کو اکثر دفعہ دل کا دورہ پڑ چکا ہے اب خط سے معلوم ہوا ہے کہ پھر دل کا دورہ پڑا ہے اور طبیعت بہت خراب ہے موصوف کی کامل شفا یابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار: عبدالحمید کریم بورڈنگ احمدیہ قادیان

قادیان میں جلسہ یوم خلافت کا انعقاد

بقیہ رپورٹ صفحہ اوّل

خلافت کی ایک برکت یہ بھی ہے کہ خلیفہ ایک میزان ہوتا ہے جس سے قوم معلوم کر سکتی ہے کہ ہم کس راستے پر جا رہے ہیں۔ تقریر کے آخر میں مقرر موصوف نے آیت استخلاف میں مذکور وعدہ ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امناً۔ کا ذکر کر کے خلیفہ کی بہت سی اجتماعی و انفرادی برکات کا ذکر کیا۔

اِس اجلاس کی تیسری تقریر محترم مولوی محمد انعام صاحب غوری نے

منکرینِ خلافت کا انجام

کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ آپ نے بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد تمام جماعت نے متفقہ طور پر حضرت مولانا نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کو خلیفۃ المسیح الاوّل تسلیم کر کے آپؓ کی بیعت کی۔ لیکن حضرت خلیفہ اوّل رضؓ کی وفات کے بعد چند لوگوں نے انانیت و نخوت کا اظہار کیا۔ اور ابا اور استکبار سے کام لیتے ہوئے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ کی بیعت کرنے سے انکار کر دیا۔ آپ نے بتایا کہ ان لوگوں نے خلافت کے خلاف ریشہ دوانیاں تو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے زمانہ میں ہی شروع کر دی تھیں۔ اسی بناء پر حضرت خلیفہ اوّل رضؓ نے اُن سے اپنے عہدِ خلافت میں دوبارہ بیعت لی تھی۔ لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضؓ کی وفات کے بعد ان لوگوں نے خلافتِ ثانیہ کی بیعت سے کُلّی انکار کر دیا۔ اور اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی "الوصیّت" اور حضرت خلیفہ اوّل رضؓ کی اس وصیّت کو جو آپ نے اپنی وفات کے بعد آنے والے خلیفہ کے متعلق کی تھی اس کو بھی پس پشت ڈال دیا۔ اور یہ لوگ کھُل کر خلافتِ ثانیہ کے مقابلہ پر آ گئے۔

منکرینِ خلافت کے انجام کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ وہ لوگ جنہوں نے خلیفہ برحق کو ستایا، اللہ تعالیٰ نے اُن کو اُس وقت تک موت نہ دی جب تک کہ اُن کو بھی ستانے والے پیدا نہ ہو گئے۔ یہ لوگ "تختگاہ رسول" کو چھوڑ کر لاہور چلے گئے۔ اور اس خیال میں تھے کہ اب نعوذ باللہ قادیان میں ویرانیاں ہی ویرانیاں ہوں گی۔ اس بغض و عناد کا نتیجہ یہ ہُوا کہ ان لوگوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منصب اور مقام کو گھٹا کر پیش کیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اپنے عقائد میں تبدیلی کر کے خیال کیا کہ یہ مسلمانوں کے سوادِ اعظم سے مل جائیں گے۔ لیکن عام مسلمانوں نے اُن کو "منافق" کا خطاب دیا اور آج تک یہ لوگ دین و دُنیا سے دھتکارے ہوئے ہیں۔ ترقی کے لحاظ سے ہمارے مقابلہ میں اُن کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں اور ایسا کیوں نہ ہو جبکہ انہوں نے خلافت کی برکت سے اپنے آپ کو منقطع کر لیا ہے لیکن جماعت مبائعین خلافت کے تعہّد سے دن دوگنی رات چوگنی ترقی کر رہی ہے۔ اور وہ دن دُور نہیں جبکہ ہم خلافتِ ثالثہ کے اِس بابرکت دَور میں غلبۂ اسلام کی صدی میں داخل ہونے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ دن ہماری زندگیوں میں ہمیں دیکھنا نصیب کرے۔

بعدہٗ مکرم محبوب احمد صاحب امروہی نے ایک نظم خوش الحانی سے پڑھ کر سُنائی۔

اس نظم کے بعد محترم کریم بخش صاحب نہر آف لاہور نے جو پاکستان سے زیارتِ مقاماتِ مقدسہ کی غرض سے تشریف لائے ہوئے ہیں، اپنی

قبولِ احمدیّت

کے بارے میں دلچسپ اور ایمان افروز تقریر فرمائی۔ آپ نے بتایا کہ مَیں نے ۱۹۵۳ء میں پاکستان کے فسادات کے بعد بیعت کی۔ اس موقع پر آپ نے اپنا تعارف کراتے ہوئے فرمایا کہ بیعت سے قبل میں احمدیت کے شدید معاندین میں سے تھا۔ لیکن پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت دی اور بعض خوابوں کی بناء پر مَیں نے احمدیت قبول کر لی۔ قبولِ احمدیت کا ایمان افروز رنگ میں ذکر کرنے کے بعد مرکز قادیان کی زیارت اور ساکنینِ دارالامان سے مل کر جو طمانیت ان کے اندر پیدا ہوئی اس کو بیان کیا۔

پروگرام کے آخر میں صدرِ محترم نے

اختتامی خطاب

فرمایا۔ آپ نے محترم کریم بخش صاحب کی تقریر کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ مخالفینِ احمدیت عوام میں ہمیشہ سے غلط فہمیاں پھیلاتے رہے ہیں۔ اور ایسا انبیاء کی جماعتوں سے ہوتا آیا ہے۔ لیکن جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دینی ہوتی ہے ان کو کوئی روک نہیں سکتا۔ اس سلسلہ میں آپ نے تاریخ احمدیت کے بعض ایمان افروز واقعات پیش کئے اور خطاب جاری رکھتے ہوئے بتایا کہ وہ مولوی صاحبان جو چودھویں صدی میں امام مہدی کے منتظر تھے اب مایوس ہوتے جا رہے ہیں اور اب تو چودھویں صدی کو گزرنے میں صرف ایک سال باقی رہ گیا ہے۔ نہ ان لوگوں کا مسیح آیا نہ مہدی۔ ادھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعتِ احمدیہ جو خدا تعالیٰ کے مہدی اور مسیح کی جماعت ہے، خلافت کے قیام کے نتیجہ میں برکاتِ رُوحانیہ و جسمانیہ سے حصہ پا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو خلافت کی نعمت سے ہمیشہ مالا مال رکھے، خلافت کے ساتھ ہمیشہ وابستہ رکھے آمین۔

آخر میں اجتماعی دُعا کے ساتھ یہ بابرکت تقریب بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئی۔

حضور ایدہ اللہ کا بصیرت افروز اور رُوح پرور پیغام

بقیہ اداریہ صفحہ (۲)

ہو۔ تم نے اُن کے اُوپر اتنا احسان کرنا ہے کہ اُن کو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے احسان کی معرفت حاصل ہو جائے۔"

(۳) ـــ "صبر سے کام لو۔ اور ہمہ وقت خدمت کے لئے تیار رہو۔ اور جس شخص کو یہ وہم ہے کہ وہ آپ کا اشد ترین دُشمن ہے اپنی پیاری خدمت کے ساتھ اُس کے اِس وہم کو دُور کرنے کی کوشش کرو۔ تاکہ جو ہم چاہتے ہیں وہ ہمیں جلد تر مل جائے۔"

الغرض یہ چہار گوشہ زرّیں نصائح ہیں اور یہ وہ لائحہ عمل ہے جسے ہر جگہ کے احمدیوں نے ہمیشہ ہی عُسر و یُسر کے موقع پر پیشِ نظر رکھنا ہے۔ اسی سے اسلام کی سربلندی اور احمدیت کی مقبولیت وابستہ ہے۔ یہی اصل اسلامی طریق ہے جس سے ہر قسم کی غلط فہمیوں کو مؤثر رنگ میں دُور کیا جا سکتا ہے۔

وباللہ التوفیق

محمد حفیظ بقاپوری

درخواستِ دُعا

خاکسار کی اہلیہ کو دِل کے عارضہ کے سبب کئی سال سے تکلیف ہے۔ علاج کی غرض سے وہ حیدرآباد میں مقیم ہیں اور ڈاکٹری مشورہ کے مطابق عثمانیہ ہسپتال میں داخل ہیں احباب ان کی صحتِ کاملہ کے لئے دُعا فرمائیں (خاکسار محمد کریم الدین شاہد)

VARIETY CHAPPAL PRODUCTS KANPUR
MANUFACTURERS & ORDER SUPPLIERS,
PHONES:- 52325/52686 P.P.
ویرائٹی
پائیدار بہترین ڈیزائن پر لیدر سول اور ربڑ شیٹ کے سینڈل، زنانہ و مردانہ چپلوں کا واحد مرکز
مینوفیکچررس اینڈ آرڈر سپلائرز
چپل پروڈکٹس
۲۹/۲۲م مکھنیا بازار۔ کانپور

ہر قسم اور ہر ماڈل کے
موٹر کار۔ موٹر سائیکل۔ سکوٹرس کی خرید و فروخت اور تبادلہ کے لئے آٹو ونگس کی خدمات حاصل فرمائیے!
آٹو ونگس
AUTOWINGS,
32, SECOND MAIN ROAD,
C.I.T. COLONY,
MADRAS – 600004.
PHONE No. 76360.

مدرسہ احمدیہ میں نئے سال کا داخلہ

احبابِ جماعت توجّہ فرمائیں

جماعت کی تبلیغی و تعلیمی ضروریات کے لئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مدرسہ احمدیہ کا اجراء فرمایا تھا۔ چنانچہ اس نہایت ہی بابرکت درسگاہ نے خدا کے فضل سے جو قابلِ قدر اور عظیم الشان خدمات سرانجام دی ہیں وہ احبابِ جماعت سے مخفی نہیں ہیں۔ جماعت کی روز افزوں ترقی کے پیشِ نظر مبلغین کی ضرورت دن بدن بڑھ رہی ہے۔ جسے پورا کرنے کے لئے احبابِ جماعت ہائے احمدیہ بھارت سے درخواست ہے کہ وہ اپنے بچوں کو خدمتِ دین کی غرض سے مدرسہ احمدیہ میں دینی تعلیم کے حصول کے لئے داخل کروائیں۔

مدرسہ احمدیہ کا داخلہ یکم تبوک (یکم ستمبر ۱۹۷۹ء) سے شروع ہوگا۔ اس سلسلہ میں مطبوعہ فارم نظارت ہذا سے حاصل کر کے اس کی کامل خانہ پُری کرنے کے بعد یکم ظہور (یکم اگست ۱۹۷۹ء) تک مذکورہ فارم نظارت ہذا میں واپس موصول ہو جانا ضروری ہے۔ اس داخلہ کے ضمن میں مندرجہ ذیل امور خاص طور پر قابلِ توجہ ہیں:—

(۱)۔ بچے کی سابقہ تعلیم ہائر سیکنڈری یا کم از کم مڈل تک ہونا لازمی ہے۔

(۲)۔ بچہ اُردو زبان بخوبی لکھ پڑھ سکتا ہو —— اور ——

(۳)۔ قرآن مجید ناظرہ روانی کے ساتھ پڑھ سکتا ہو۔

نوٹ:—— صدر انجمن احمدیہ نے امسال بھی آٹھ وظائف منظور فرمائے ہیں۔ جو طالبِ علم کی ذہنی، اخلاقی و اقتصادی حالت کو مدِّنظر رکھ کر دیئے جائیں گے۔

خواہشمند احباب تاریخ مذکورہ بالا تک فارم داخلہ پُر کر کے دفتر ہذا کو ارسال فرمائیں۔

ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان

وقفِ جدید ایک عظیم الشان تحریک

(اور)

امامِ وقت کی پکار

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:—

"بس جماعت سے میں کہتا ہوں کہ جو آدمی وقفِ جدید کے لئے دیں وہ قابل اور اہل ہونے چاہئیں۔ اور پھر جب آدمی دیں تو اُن کو خرچ بھی دیں۔ جتنے زیادہ آدمی دیں گے اُن پر اتنا خرچ بھی آئے گا۔ اس کے مطابق آپ کو چندہ دینا چاہیئے۔"

وقفِ جدید کے معلمین کے ذریعہ سے جماعتوں کو تعلیم و تربیت دینے کا کام لیا جاتا ہے۔ لیکن اس وقت ضرورت کے مقابل پر معلمین کی تعداد بھی اور چندہ وقفِ جدید کی مقدار بھی اتنی کم ہے کہ ضرورتِ حقہ کو پورا کرنا بہت مشکل ہے۔ اگر ہمیں کافی تعداد میں معلمین میسر آجائیں اور پھر جماعت کے مرد عورتیں، بچے اور بوڑھے اس (وقفِ جدید کی) تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں تو پھر خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت بڑا کام سرانجام دیا جا سکتا ہے۔

نصف سال گزرنے والا ہے لیکن اکثر جماعتوں کے وعدہ جات دفتر کو موصول نہیں ہوئے لہٰذا عہدیدارانِ جماعت جلد از جلد اپنی اپنی جماعتوں کے وعدے بھجوائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مساعی میں برکت ڈالے۔ آمین۔

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

تجویزِ نام اور درخواستِ دُعا

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و رحم کے طفیل خاکسار کو دو لڑکیوں کے بعد پہلا لڑکا عطا فرمایا۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہِ شفقت نومولود کا نام "عطاء الہادی خالد" تجویز فرمایا ہے۔ احبابِ جماعت دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ یہ نام ہم سب کے لئے باعثِ برکت کرے اور نومولود کو نیک اور خادمِ دین بنائے۔ آمین۔

خاکسار: جاوید اقبال اختر نائب مدیر ہفت روزہ بدر قادیان۔

صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ

یہ صرف احمدیوں کی ہی ذمہ داری ہے کہ وہ اسلام کا کامل نمونہ پیش کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت ہائے احمدیہ گھانا کے ۵۳ ویں جلسہ سالانہ کے موقعہ پر جو رُوح پرور پیغام بھجوایا ہے اس میں حضور فرماتے ہیں:—

"بہت سے لوگ یہ سمجھ رہے ہیں کہ اسلام ایک اچھا مذہب ہے۔ لیکن وہ ساتھ ہی اسلام کی عملی حالت کو بھی دیکھنا چاہتے ہیں۔ اور یہ صرف احمدیوں ہی کی ذمہ داری ہے کہ وہ اسلام کا کامل نمونہ پیش کریں۔ اسلام کی تمام خوبصورتی ہمارے اپنے اعمال اور دوسروں کے ساتھ عمدہ اخلاق سے ظاہر ہونی چاہیئے۔ اگر ہم یہ حاصل کر لیں تو مجھے یقین ہے کہ اسلام کے انتہائی غلبہ کے دن بہت ہی قریب ہیں۔"

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلامِ پاک میں بار بار انفاق فی سبیل اللہ کی طرف توجہ دلائی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضورؑ کے خلفاء اس کی تاکید فرماتے چلے آئے ہیں۔ اور جماعت میں مختلف مالی تحریکات جاری رہتی ہیں۔ غلبۂ اسلام کی خاطر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے **صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ** کا قیام فرمایا۔ ہر مخلص احمدی کا فرض ہے کہ نہ صرف یہ کہ خود اس میں شامل ہو بلکہ دوسرے افرادِ جماعت کو بھی تحریک کرتے رہیں کہ وہ اس فنڈ کو مضبوط بنائیں۔ اور اپنے وعدہ جات کی مقررہ اقساط کے مطابق ادائیگی کر کے خدا تعالیٰ کے فضلوں اور انعامات کے وارث بنیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ناظر بیت المال آمد۔ قادیان

حصہ آمد کے موصیان متوجّہ ہوں!

حصہ آمد کے موصیان کی بجٹ ۷۹-۱۹۷۸ء تک سالانہ آمدن معلوم کرنے کے لئے "فارم اصل آمد" سیکرٹریانِ مال کی خدمت میں بھجوائے گئے ہیں۔ موصی احباب اپنے فارم اصل آمد سیکرٹریانِ مال سے جلد حاصل کر لیں۔ اور جو دوست کسی جماعت میں نہیں ہیں اُنہیں براہ راست بھجوائے گئے ہیں۔ احباب بعد خانہ پُری سیکرٹریانِ مال کی وساطت سے جلد دفتر بہشتی مقبرہ میں بھجوا دیں۔ تاکہ سالانہ حسابات تیار کر کے ہر موصی کی خدمت میں بقایا۔ فاضلہ کی پوزیشن بھجوائی جا سکے۔

سیکرٹریانِ مال کے تعاون کا ممنون ہوں گا۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

وِلادت

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مکرم شیخ علی احمد صاحب کیرنگ کو دو بچیوں کے بعد لڑکا عطا فرمایا ہے۔ اس خوشی میں انہوں نے مبلغ یکصد روپیہ کی رقم قادیان ارسال کی ہے۔ احباب دُعا فرمائیں اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت و تندرستی والی لمبی عمر عطا فرمائے۔ آمین۔

خاکسار شیخ عزیز الدین احمد
کیرنگ (اڑیسہ)

درخواستِ دُعا

محترمہ سلیمہ بیگم صاحبہ بنگلور بیمار ہیں۔ باوجود علاج معالجہ کے افاقہ نہیں ہو رہا۔ احبابِ جماعت دُعا فرمائیں اللہ تعالیٰ موصوفہ کو صحتِ کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

خاکسار: فیض احمد
مبلغ سلسلہ احمدیہ شموگہ۔